سلسلہ اشاعت: نمبر ۱

ہندو کون؟

مصنف:
غلام الحسنین پانی پتی

اس میں آپ پڑھیں گے:

۱) کیا ہندو دھرم میں کوئی اصول ہے؟
۲) آریہ ہندو اور ملیچھ
۳) آریہ اور ہندستان کے اصلی باشندے
۴) ذاتوں کا تاریخی بیان
۵) وید اور چاروں ذاتیں
۶) گیتا اور چاروں ذاتیں
۷) براہمن گرنتھ اور ذاتیں

ناشر: انجمن دفاع اسلام

سلسلہ اشاعت: نمبر ا

ہندو کون؟

مصنف:
غلام الحسنین پانی پتی

اس میں آپ پڑھیں گے:

۱) کیا ہندو دھرم میں کوئی اصول ہے؟
۲) آریہ ہندو اور ملیچھ
۳) آریہ اور ہندستان کے اصلی باشندے
۴) ذاتوں کا تاریخی بیان
۵) وید اور چاروں ذاتیں
۶) گیتا اور چاروں ذاتیں
۷) براہمن گرنتھ اور ذاتیں

ناشر: انجمن دفاع اسلام

فہرست مضامین

ایک جواب طلب سوال	5
ہندوؤں کے مختلف مذہبی خیالات	5
تین خدا ماننے والے ہندو؟	5
تینتیس یا تینتیس کروڑ دیوتا کو ماننے والے ہندو؟	5
مورتی پوجا والے بھی ہندو؟	5
خدا کا اوتار ماننے اور نہ ماننے والے دونوں ہندو ہیں؟	6
ویدوں کی تفسیریں	6
آواگون	6
ہوم کی رسم	7
گوشت خوری	7
شرادھ	7
ہمیشہ کے لیے مکتی	8
ان خیالات پر ایک نظر	8
پنڈت گرو پرشاد سین کی رائے	8
ہندو دھرم کی خوبی	9
ہندوؤں کی آزادی اور پابندی	9
اصول اسلام	10

خلاصہ	12
دوسرا لیکچر آریہ ہندو اور ملیچھ	13
ملیچھ کون لوگ ہیں	17
خلاصہ	19
تیسرا لیکچر: آریہ اور ہندوستان کے اصلی باشندے	20
بھارت کے اصلی باشندے	20
بھجن	24
بھجن	24
خلاصہ	26
چوتھا لیکچر: ذاتوں کا تاریخی بیان	27
آریہ کے مابین ہونے والی لڑائی پر ایک نظر	28
جنگ سوداس جنگ مہابھارت اور جنگ یورپ کا مقابلہ	30
خلاصہ	32
پانچواں لیکچر: وید اور چاروں ذاتیں	33
(سوال)	42
(جواب)	42
(سوال)	42
(جواب)	43

خلاصہ	44
چھٹا لیکچر: گیتا اور چاروں ذاتیں	45
خلاصہ	54
ساتواں لیکچر: براہمن گرنتھ اور چاروں ذاتیں	55
ایتریہ براہمن کے چند حوالے	56
اندر دیوتا کو گناہوں کی سزا ملی	56
دس حل طلب سوالات	57
شت پتھ براہمن کے چند حوالے	59
اس بیان میں چند باتیں قابل غور ہیں	60
خلاصہ	61

1923ء اور 24 میں بزمانہ قیام لکھنو مجھ کو مدرستہ الواعظین میں اصول اور فلسفہ ان کے علاوہ دیگر مذاھب کے متعلق بھی تقریرات کا موقع ملا۔ اسی زمانے میں یہ سات لکچر ہندو دھرم پر دیے گیے تھے۔ جو بعد میں حسب ایمان مولانا آقا سید نجم الحسن صاحب قبلہ قلمبند ہوکر 1924ء اور 1925ء میں روزنامہ وحدت بمبئی کے متعدّد نمبروں میں شائع ہوے اور بعض دیگر اخبارات میں بھی نقل کیے گیے۔

(۲) اب میں ان لکچروں کو ترمیم اور نظر ثانی اور بہت سے مفید اور ضروری مطالب کے۔۔۔۔۔ بعد بصورت کتاب پیش کرتا ہوں۔ گزشتہ پانچ سال کے عرصہ میں ان لیکچروں کو کتابی صورت میں شائع کرنے کا موقع نہ ملا۔ اور اب بھی خدا جانے ناظرین کو کب تک انتظار کرنا پڑتا۔

"مگر مردے از عیب بروں آید و کارے بکند" ایک صاحب دل نے اس طرف توجہ فرمائی۔ جناب مرزا عابد حسین صاحب سلمہ اللہ۔۔۔۔۔۔ مدرستہ الواعظین و رئیس اعظم لکھنو کی بروقت مساعدت۔ اور حوصلہ افزائی کی بدولت تلقین کی دیرینہ امید بر آئی اور فی الفور اس کتاب کی اشاعت کی نوبت آئی۔ فجزاہ اللہ خیرا۔۔۔۔۔۔ ان لیکچروں میں یہ بات دکھائی گئی کہ ہندو دھرم کی عالیشان کعمارت کس بنیاد پر قائم کی گئی ہے جس کے ضمن میں بہت سی مذہبی معلومات آ گئ ہیں بعض مقامات پر اسلامی تعلیم کو۔۔۔۔ بالمقابل پیش کی گئی ہے اور بعض مسائل پر جستہ جستہ تنقیدی نظر بھی ڈالی گئی ہے اور۔۔۔۔۔ مقصد یہ ہے کہ عامیانہ تقریرات اور تحریرات کا سدباب ہوکر علمی تحقیقات کا نیاباب کھل جاے۔ ناظرین اگر اس کتاب میں کوئی لغزش یا سقم پائیں تو براہ مہربانی مطلع فرمائیں تاکہ اسکی اصلاح کی جائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

خادم علم و دین

10 دسمبر 1929ء یوم سہ شنبہ

ایک جواب طلب سوال

ا۔کچھ بہت دن نہیں ہوے مذہبی دنیا کے سامنے یہ سوال پیش ہوا تھا کہ "ہندو" کون لوگ ہیں ؟ وہ کون سی باتیں ہیں جن کے ماننے والوں کو ہندو کہنا چاہیے ؟ اس سوال کا ٹھیک ٹھیک اور جچا تُلا جواب آج تک نہیں ملا۔ اب ہم اس سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کریں گے مگر اس سے پہلے ہندوؤں کے مذہبی خیالات پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔

ہندوؤں کے مختلف مذہبی خیالات

2. جو لوگ ہندو ہیں۔ یا ہندو کہلاتے ہیں یا ہندوؤں کی جماعت میں شامل سمجھے جاتے ہیں جہاں تک ہم نے دیکھا ان کے دھرم میں کوئی ایسی بات معلوم نہیں ہوتی کہ اگر اس کو مانیں تو ہندو رہیں اور نہ مانیں تو ہندو دھرم سے نکل جائیں۔ دیکھیے: ا. خدا کو ماننے والے بھی ہندو ہیں اور نہ ماننے والے بھی

(حاشیہ 1. دیو سماجی فرقہ جس کے بانی پنڈت شیونارائن صاحب اگنی ہوتری ہیں خدا کو نہیں مانتا 12 منہ۔)

تین خدا ماننے والے ہندو؟

2. ایک خدا کو ماننے والے بھی ہندو ہیں اور تین خداؤں (برہما جی، بشنو جی، اور شیو جی) کے پجاری بھی۔

تینتیس یا تینتیس کروڑ دیوتا کو ماننے والے ہندو؟

3 بتیس 32 یا تینتیس 33 کروڑ دیوی دیوتاؤں کے پکارنے والے اور پوجنے والے بھی ہندو ہیں اور ان کو چھوڑنے والے بھی

(حاشیہ. ویدوں میں عام طور پر دیوتاؤں کی تعداد تینتیس بتائی گئی ہے جن کے ساتھ ان کی دیویاں بھی ہیں مگر پرانوں میں ان کی تینتیس کروڑ تک پہنچائی گئی ہے۔ ۱۲ منہ)

مورتی پوجا والے بھی ہندو؟

4. مورتی پوجا کا پھل ماننے والے یعنی بت پرستی کو دھرم اور مکتی کا ذریعہ ماننے والے بھی ہندو ہیں اور اس کو بڑا پاپ سمجھنے والے بھی۔ (حاشیہ سناتن دھرمی اور جینی مورتی پوجا کو مذہبی فرض اور دھرم سمجھتے ہیں اور برہم سماجی اور آریہ سماجی اس کے کے منکر ہیں۔ ۱۲ منہ)

5. تیرتھوں یعنی دیوتاؤں کے مندروں کے درشن کرنے اور گنگا۔جمنا سرسوتی وغیرہ دریاؤں میں نہانے سے پاپ دور ہو کر مکتی کا ملنا جو لوگ مانتے ہیں وہ بھی ہندو ہیں اور جو اس بات کو فضول اور پاپ جانتے ہیں وہ بھی

(.برہم سماجی اور آریہ سماجی تیرتھوں کو نہیں مانتے۔۱۲منہ)

خدا کا اوتار ماننے اور نہ ماننے والے دونوں ہندو ہیں؟

6۔ خدا کا آدمی یا جانور بن کر دنیا میں آنا اور جسم لینا جیسا کہ پُرانوں میں لکھا ہے۔ کہ کبھی وہ رام چندر جی اور کرشن جی کی صورت میں آیا اور کبھی کچھوے اور مچھلی وغیرہ جانوروں کی صورت میں ظاہر ہوا۔۔۔۔۔ کروڑوں ہندوؤں کا سدھانت یعنی عقیدہ ہے (جس کو پرمیشور کا اوتار لینا کہتے ہیں) جو لوگ اس خیال کو صحیح مانتے ہیں وہ بھی ہندو ہیں۔ اور جو اس کو بالکل غلط اور پاپ جانتے ہیں وہ بھی (اوتار کے مسئلہ کو برہم سماجی اور آریہ سماجی دونوں نہیں مانتے ۱۲منہ)

7. ویدوں کی رچاؤں یا منتروں کو پرماتما کا گیان ماننے والے بھی ہندو ہیں اور ان کو پرانے بزرگوں یعنی رشیوں کے سیدھے سادے گیت جاننے والے بھی

(حاشیہ. جینی، برہم سماجی، اور دیو سماجی، ویدوں کو پرماتما کا گیان نہیں مانتے بلکہ ان کو رشیوں کا بنایا ہوا بتاتے ہیں۔ ۱۲منہ)

ویدوں کی تفسیریں

8. ویدوں کی پرانی تفسیروں کو (جن کو برہمن گرنتھ اور اُپ نشد کہتے ہیں) وید منتروں کی طرح شرتی یا الہامی کلام ماننے والے بھی ہندو ہیں اور ان کو انسانی کلام یعنی پرانے رشیوں کی بنائی ہوئی کتابیں جاننے والے بھی

(حاشیہ. سناتن دھرمیوں کا آج تک یہی عقیدہ چلا آتا ہے کہ ویدوں کی تفسیریں یعنی برہمن گرنتھ بھی ویدوں کی طرح شرتی یعنی الہامی ہیں مگر آریہ سماجی ان کو انسانی کلام بتاتے ہیں. ۱۲منہ)

آواگون

9. اواگون اس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا بھر کے جانور چرند، پرند، مچھلیاں، کیڑے مکوڑے، درخت پودے، اناج ترکاریاں، پھل پھول، ساگ پات، وغیرہ سب چیزوں میں انسانوں کی ہی روحیں ہیں جو اپنے پاپوں کی سزا بھگتنے کے لیے اس قسم کی جونوں یعنی قالبوں میں ڈالے جاتے ہیں اور انسانوں کے ہی کرموں یا گناہوں کے سبب عام

کھانے، پینے، پہننے، برتنے کی سب چیزیں دنیا میں پیدا ہوتی ہیں جو لوگ اس خیال کو ٹھیک مانتے ہیں وہ بھی ہندو ہیں - اور جو اس کو غلط جانتے ہیں وہ بھی (حاشیہ. برہم سماجی ہندو آواگون کو بالکل نہیں مانتے ۱۲ منہ)

ہوم کی رسم

10. ہوم کی رسم ویدوں کے زمانے کی سب سے پرانی یادگار ہے جس کو ہمیشہ صبح و شام دو وقت روزانہ ادا کرنے کا حکم ہے - اس میں گھی، دودھ، مصری، مشک زعفران، وغیرہ آگ میں پھوکنا یا اگنی کی بھینٹ چڑھانا پڑتا ہے یہی وہ رسم ہے جس کو ویدک دھرم نے سب سے زیادہ ضروری عبادت اور مذہبی فرض بتایا ہے اور اس کا چھوڑنا بڑا پاپ سمجھا جاتا ہے جو لوگ اس عبادت کو دھرم سمجھ کر ادا کرتے ہیں وہ بھی ہندو ہیں اور جو اس کو ایک طرح کی چمٹی اور ڈنڈ جان کر چھوڑ بیٹھتے ہیں وہ بھی (حاشیہ. کروڑوں ہندو مفلسی کے سبب اور کروڑوں زیرباری کے خیال سے ہوم کا خیال تک نہیں کرتے اور اس عبادت کو انجام نہیں دیتے یہاں تک کہ آریہ سماجیں ویدک دھرم کو جوزندہ کرنے کی مدعی ہیں ان کے سالانہ جلسوں پر بھی دو چار روپیے کے خرچ سے رسمی طور پر ہوم کر لیا جاتا ہے۔ کیوں کہ دو وقت ہوم کا خرچ یعنی ایک روپیہ روزانہ اس قدر سخت ہے کہ امیروں کو بھی اسکے برداشت کرنے کی ہمت نہیں پڑتی۔ تو جن غریبوں کو آٹھ آنے روز کی مزدوری بھی نہیں ملتی (اور ہندوستان جیسے مفلس ملک میں ایسے کروڑوں آدمی موجود ہیں) وہ روزانہ ایک روپیہ کا مال آگ میں کس طرح پھونک سکتے ؟ ۱۲ منہ)

گوشت خوری

11. گوشت خوری کو ویدوں کا حکم مان کر گوشت کھانے والے اور اس کو آگ میں پھونک کر دیوتاؤں کے خوش کرنے والے بھی ہندو ہیں اور اس کو پاپ اور مہاپاپ جان کر چھوڑ دینے والے بھی

(حاشیہ. اب بھی لاکھوں ہندو کشمیری، بنگالی وغیرہ گوشت کھاتے ہیں خود آریہ سماج میں دو پارٹیاں ہیں جو "گھاس پارٹی" اور "ماس پارٹی" کہلاتی ہیں اس کے علاوہ ستیارتھ پرکاش طبع اول میں خود سوامی دیانند نے ہندو شاستروں کے حوالوں سے صبح و شام دو وقت گوشت سے ہوم کرنا لکھا تھا مگر ان کی موت کے بعد 1884ء کے ایڈیشن سے وہ عبادت نکال دی گئی۔ ۱۲ منہ)

شرادھ

12. شرادھ یعنی مردوں کے فائدہ کے لیے برہمنوں کو کھانا کھلانا یہ بھی بڑی پرانی رسم ہے۔ اس کو دھرم سمجھ کر پورا کرنے والے بھی ہندو ہیں اور اَدھرم یعنی بے دینی کہہ کر چھوڑ دینے والے بھی

(حاشیہ. شرادھ ہندو دھرم کی نہایت ہی پرانی رسم ہے جس کو آریہ سماجی چھوڑ بیٹھے ہیں۔ ۱۲ منہ)

ہمیشہ کے لیے مکتی

13۔آواگون کے چکر سے چھوٹ کر نجات حاصل کرنے کو مکتی کہتے ہیں جو لوگ مکتی کو ہمیشہ کے لیے مانتے ہیں یعنی نجات ابدی کے قائل ہیں وہ بھی ہندو ہیں اور جو یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک جیو یعنی روح کا مکتی سے لَوٹ کر پھر اس دنیا میں آنا اور جنم لینا ضروری ہے اور جنم مرن یعنی پیدائش اور موت کے چکر سے کوئی بڑے سے بڑا عابد، زاہد پارسا، رشی ،مُنی یوگی کوئی بھی ہو چھوٹ نہیں سکتا وہ بھی۔

(حاشیہ: مکتی سے لوٹنے کا مسئلہ بانی آریہ سماج سوامی دیانند مہاراج کا بالکل نیا اور اچھوتا خیال ہے ورنہ کل ہندو بلکہ تمام مذاہب مکتی یا نجات کو دائمی یعنی ہمیشہ کے لیے مانتے چلے آے ہیں خود سوامی جی نے بھی اپنے پہلے ستیارٹھ پرکاش اور دوسری کتابوں میں مکتی کو ہمیشہ کے لیے مانا تھا۔ ۱۲ منہ)

ان خیالات پر ایک نظر

3. یہ وہ باتیں ہیں جن کا ماننا نہ ماننا ہندوؤں کے لیے ضروری نہیں بلکہ ہر ایک ہندو کو اختیار ہے جس بات کو چاہے مانے یا نہ مانے۔مانے تو ہندو ہے اور نہ مانے تو ہندو۔انتہا یہ ہے کہ ایک پکا ناستک یعنی منکر خدا بھی ہندوؤں کی جماعت میں شامل رہنے کا ایسا ہی حقدار ہے جیسا کہ ایک خدا یا کئی خداؤں کا ماننے والا۔

4. یہ کیفیت ہندوستان میں جابجا دیکھنے میں آتی ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا انکار کیا معنی؟ بڑے بڑے مہاتما اس بات کو مانتے ہیں۔اور اس کو ہندو دھرم کی بڑی خوبی سمجھتے ہیں کہ اس میں ایسے مختلف خیالات اور عقائد کے لوگ موجود ہیں۔

پنڈت گرو پرشاد سین کی رائے

5. ایک مشہور ہندو عالم پنڈت گرو پرشاد سین ہندو دھرم کی بابت یوں لکھتے ہیں:-

ہندو دھرم کوئی مذہب نہیں ہے نہ اب ہے نہ پہلے کبھی تھا۔وہ تو بالکل ایک سوسائٹی کا بندوبست ہے جو۔۔۔۔۔ ہندوؤں کی جماعت پر کچھ رسمیں پوری کرنے کے لیے زور دیتا ہے اور اس بات پر زور نہیں دیتا کہ فلاں اصول کو مانو- ہندو ناستک یا دھریہ بھی ہو سکتا ہے موحد یعنی ایک خدا کا ماننے والا بھی ہو سکتا ہے مشرک یعنی کئی خداؤں کا ماننے والا بھی ہو سکتا ہے-ویدوں اور شاستروں کو سچی کتاب ماننے والا بھی ہندو ہو سکتا اور جو انکو سچا نہ مانے وہ بھی کسی اچھی یا بری بات

کے ماننے یا نہ ماننے سے اس کے ہندو ہونے میں کوئی بھی شک نہیں کر سکتا، جب تک وہ ہندو جماعت کی کچھ رسموں کو پورا کرتا رہے اس وقت تک ہندو ہی رہے گا۔

(Introduction to the study of Hinduism. تمہید مطالعہ مذہب ہندو صفحہ 4، و5 ماخوذ از ترجمہ انگریزی گیتا صفحہ 81 مطبوعہ مدارس 1895ء)

5. گاندھی جی اس وقت ہندو دھرم کے سب سے بڑھ کر مانے ہوئے لیڈر ہیں

(حاشیہ:-(یہ 1923ء کی بات ہے جبکہ یہ لیکچر لکھنو میں دیے گیے تھے ۱۲ منہ)

ہر جگہ ان کی جے بولی جاتی ہے اور آج کل ان کا نام بچے بچے کی زبان پر ہے۔ انکی رائے بھی ہندو مذہب کی بابت یہی ہے گاندھی جی فرماتے ہیں:- "اگر مجھ سے سوال کیا جاے کہ میں ہندو مذہب کی تعریف کروں تو میں صرف اسی قدر کہوں گا کہ یہ تلاش حقیقت ہے غیر اشتدادی طریقوں سے ایک شخص جو قاں ہل خدا بھی نہیں وہ بھی اپنے کو ہندو کہہ سکتا ہے اس لیے ہندویت تمام مذاھب میں نہایت ہی روادار ہے اسکے اصول نہایت ہی آل ایمبریسینگ(All embracing ہر ایک سے گلے ملنا) ہیں لیکن یہ ادعائے ہندویت دیگر ادیان عالم پر ایک ادعائے افضلیت ہے

(اخبار لیڈر مؤرخہ 4 مئی 1924ء اور رسالہ مہاشکتی مؤرخہ 10 مئی 1924ء)

ہندو دھرم کی خوبی

7. دیکھیے گاندھی جی کے نزدیک ہندو مذہب کی بڑی خوبی یہی ہے کہ ہر خیال کا آدمی ہندو رہ سکتا ہے چاہے ناستک ہی کیوں نہ ہو مجھے اسکی بابت کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ مذہبی دنیا خود اس بات کا فیصلہ کرلے گی کہ "یہ اصول" کہاں تک قابل تعریف ہے؟ اور ایسی "رواداری" کسی مذہب کی خوبی کی دلیل ہو سکتی ہے یا نہیں؟۔ خیر کچھ سہی گاندھی بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ ایک ہندو کے لیے کسی مذہبی اصول کے ماننے کی ضرورت نہیں ہے یہاں تک کہ اگر خدا کو نہ مانے تو بھی ہندو رہ سکتا ہے۔

ہندوؤں کی آزادی اور پابندی

8)اب ہم نے دیکھ لیا کہ ہندو دھرم میں پوری مذہبی آزادی ہے ہندو بالکل آزاد ہیں جس اصول کو چاہیں مانیں۔ اور جس کو چاہیں نہ مانیں۔ کسی اصول کا ماننا اور نہ ماننا ان کو ہندو دھرم سے خارج نہیں کر سکتا مگر اب دیکھنا یہ ہے کہ آخر وہ

کونسی بات ہے جس کے ماننے سے ہندو، ہندو رہتا ہے اور چھوڑ دینے سے نہیں رہ سکتا یہ وہی ذات پات کا بندھن ہے جس نے ہزارہا سال سے ہندوؤں کو باندھ رکھا ہے اور چھوت چھات کے کچھ قاعدے ہیں جنہوں نے انکو جکڑ دیا ہے اِدھر کسی ہندو نے کھلم کھلا اس بندھن کو توڑا اور ان قواعد کو چھوڑا۔ اور اُدھر پتت ہوا یعنی دھرم سے گرا۔ ذات برادری سے الگ ہوا اور حقہ پانی بند ہوا جب تک پراں شچت (کفارہ) نہ کرے اپنی برادری یا ہندو جماعت میں نہیں مل سکتا۔

اصول اسلام

9. ہر مذہب میں کچھ اصول ہوتے ہیں یعنی ایسی جڑ کی باتیں جن کو دل سے ماننا چاہیے۔ جو شخص ان کو مانے وہی اس مذہب میں رہ سکتا ہے اور جو نہ مانے وہ اس سے نکل جاتا ہے اب ہم اسلام کے اصول پر ایک نظر ڈال کر دیکھتے ہیں کہ مسلمان کون ہے؟

"مسلمان وہ ہے جو خدا کو مانے۔ اس کو ایک جانے۔ کسی کو اسکی خدائی میں شریک نہ سمجھے۔ اس میں بھلائیاں ہی بھلائیاں مانے۔ اس کو ساری برائیوں سے پاک جانے۔ پیغمبروں کو جو خدا کا حکم بندوں کو پہنچانے والے ہیں نہایت نیک اور پاک جانے۔ حضرت محمد ﷺ کو سب سے پچھلا نبی اور سب کا سردار سمجھے۔ جو کتابیں پیغمبروں کو ملی ہیں ان کو سچا مانے قران جو ہمارے پیغمبر کو دیا گیا ہے اس کو خدا کی سب سے کامل کتاب جانے۔ قیامت کو برحق سمجھے اور یقین رکھے کہ جیسا جس نے کیا ہے ویسا ہی پھل اس کو ملے گا۔ اور جس نے سچے دل سے توبہ کی ہوگی اس کے گناہ معاف کیے جائیں گے۔"

یہ ہیں اسلام کے اصول جو ان کو مانے وہ مسلمان اور جو ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ مانے وہ مسلمان نہیں۔

10. ان سب باتوں کا خلاصہ اس جملہ میں آجاتا ہے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ"۔ یہ اسلام کا کلمہ ہے

(۔ حاشیہ:- ایک مشہور فرانسیسی مورخ اور محقق ڈاکٹر گستاؤلی بان اسلام کے کلمے کی بابت لکھتے ہیں "روے زمین کے تمام مسلمان اپنے مذہب کو ان دو چھوٹے جملوں میں بیان کرتے ہیں جن کا اختصار اور جن کی جامعیت حیرت انگیز ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ﷺ۔
دیکھو تمدن عرب صفحہ 111 جن کو جناب مولوی سید علی صاحب بلگرامی نے فرانسیسی سے اردو میں ترجمہ کر کے شائع کیا ہے ۱۲ منہ)

جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا ایک ہے اسی کی عبادت کرنی چاہیے اور حضرت محمد ﷺ خدا کے رسول ہیں۔ خدا یا خدا کے اوتار یا خدا کے بیٹے نہیں ہیں (معاذ اللہ) جن کو خدا نے توحید سکھانے اور اچھی اچھی باتیں بتانے کے لیے بھیجا ہے جو شخص یہ کلمہ پڑھے اور مانے وہ مسلمان ہے اور جو اس سے انکار کرے وہ فوراً ہی اسلام سے نکل جاتا ہے۔

11. یہ مسلمانوں کا مذہب ہے جس کے اصول بیان کیے گیے مگر ہندو دھرم اس سے بالکل الگ ہے وہاں کسی اصول کے ماننے کی ضرورت نہیں بلکہ ہر ایک خیال کا آدمی اس دھرم میں رہ سکتا ہے اور وہ یہی اس دھرم کی بڑی خوبی ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں (دیکھو دفعات 3_6)

12. اس لیکچر کے شروع میں یہ جواب طلب سوال پیش کیا گیا کہ "ہندو کون لوگ ہیں"؟ ہندو مہاتماؤں کے قول اور عام طور پر ہندوؤں کے عمل سے ہم کو اس سوال کا صحیح جواب یہی ملتا ہے کہ "جو قومیں ہزاروں برسوں سے ذات پات کے بندھن میں بندھی چلی آتی ہیں دراصل وہی ہندو ہیں۔ ان کا مذہبی عقیدہ کچھ بھی ہو۔ اور ان کے سوا اور کوئی ہندو نہیں ہے۔" مگر آج کل کے بعض ہندوؤں کے عمل نے اس جواب کو بھی غلط کر دیا کیوں کہ اب ایسے ہندو پیدا ہو گیے ہیں جو اپنے سناتن دھرم قدیم مذہب کی اس تعلیم کو چھوڑ رہے ہیں اور ذات پات کے بندھن کو فضول سمجھ کر توڑ رہے ہیں اور جو بات سب ہندوؤں میں مشترک سمجھی جا سکتی تھی اب وہ بھی باقی نہیں رہی گویا اب ہندو دھرم کی رواداری میں اور بھی ترقی ہو گئی۔ اور جس سوال کا جواب تلاش کرنے میں ہم کو اس قدر محنت اٹھانی پڑی تھی وہ اب بھی لاجواب رہا۔

13. اس لیکچر میں ہندو دھرم کی رواداری کا بیان تھا۔ اگلے لیکچروں میں یہ بتایا جائے گا کہ ہندوؤں میں چار ذاتیں کیوں کر پیدا ہوئیں اور ذاتوں کی بابت وید وغیرہ ہندو شاستروں میں کیا تعلیم دی گئی ہے؟ کیوں کہ ذاتوں ہی کے انتظام پر ویدک دھرم کی عالی شان عمارت قائم کی گئی ہے۔

خلاصہ

اس لیکچر کا خلاصہ یہ ہے:

(1)ہندو جاتی مذہبی جماعت نہیں ہے

(2)ہندو آزاد ہیں جس مذہبی اصول کو چاہیں مانیں اور جس کو چاہیں نہ مانیں (3)ہندوستان کی قومیں جو ہزارہا سال سے ذات پات کے بندھن سے بندھی چلی آتی ہیں اصل میں وہی ہندوں ہیں مگر اب یہ بندھن بھی ٹوٹتا چلا جاتا ہے۔

ختم شد

دوسرا لیکچر آریہ ہندو اور ملیچھ

1. پہلے لیکچر میں یہ بات بتائی گئی تھی کہ ہندو مذہبی جماعت نہیں بلکہ ایک قومی جماعت ہے یعنی جو لوگ ہندوستان میں مدت سے ذات پات کے بندھن سے بندھے چلے آتے ہیں۔ وہی ہندو ہیں چاہے ناستک ہی کیوں نہ ہو۔ان کے سوا اور کوئی ہندو نہیں ہے اب ہم یہ بتائیں گے کہ ہندوؤں کی کتنی جماعتیں ہیں اور ملیچھ کن لوگوں کو کہتے ہیں؟

2. سنسکرت زبان میں قوم یا گروہ یا جماعت کو جاتی کہتے ہیں جاتی سے جات بنا اور جات سے بدل کر ذات بن گیا ۔سنسکرت میں ایک لفظ وَرن ہے جس کے معنیٰ رنگ کے ہیں جاتی کو ورن بھی کہتے ہیں انگریزی میں کاسٹ cast کہتے ہیں جو پرتگالی زبان کے لفظ کاسٹا casta سے بنا ہے جس کے معنیٰ نسل کے ہیں مگر جب ہم جاتی جات ۔ذات ورن یا کاسٹ کہتے ہیں تو اس سے ہندوؤں کی وہی جماعتیں سمجھی جاتی ہیں جن کو چار ذاتیں کہتے ہیں

3۔ان ذاتوں کے نام یہ ہیں (1) برہمن (2) چھتری (3) ویشیہ (4) شودر

ہر ایک ذات کا کام بٹا ہوا ہے۔ برہمن کا کام ویدوں کا پڑھنا اور پڑھانا۔ چھتری کا کام ملک کی حفاظت کرنا اور دشمنوں سے لڑنا۔ ویشیہ کا کام کھیتی باڑی لین دین بیخ بھوپار کرنا اور شودر کا کام تینوں ذاتوں کی خدمت کرنا ہے، برہمن سب سے اعلیٰ شریف اور اونچے سمجھے جاتے ہیں۔ اور شودر سب سے ادنیٰ ذلیل اور نیچ کہے جاتے ہیں۔ چھتری اور ویشیہ بیچ کے درجہ میں ہیں اور چھتری ویشیوں سے بہتر مانے جاتے ہیں ذاتوں کا عام قانون یہی ہے کہ ایک ذات کا آدمی دوسری ذات میں شامل نہیں ہو سکتا، سو نیچ گھرانے میں پیدا ہوا وہ اور اس کی اولاد نیچ رہے گی اور جس نے اونچے گھرانے میں جنم لیا وہی اونچا اور شریف کہلائے گا اس لیے شودر کیسا ہی لائق ہو جائے برہمن کے برابر عزت نہیں پا سکتا یہ بیان اگلے لیکچروں میں آئے گا۔

4۔ تاریخ بتاتی ہے کہ پرانے ہندو جو اپنے آپ کو آریہ کہتے تھے اصل میں ہندوستان کے باشندے نہیں تھے وہ وسط ایشیا کے رہنے والے تھے اور ہندوکُش پہاڑ سے گزر کر اس ملک میں آئے تھے۔ سوامی دیانند سرسوتی جی بانی آریہ

سماج بھی اس بات کو مانتے ہیں کہ آریہ تبت میں پیدا ہوے تھے اور ہندوستان کو سب ملکوں سے اچھا سمجھ کر یہاں آکر آباد ہوگیے تھے (دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ آٹھواں سملاس دفعہ 45 صفحہ 295 مطبوعہ لاہور 1899ء-

آریوں کے ہندوستان میں آنے سے کچھ مدت کے بعد یہ ذاتیں پیدا ہوگئی تھیں اسی لیے اس ملک کو "چترُ ونیہ" بھی کہتے ہیں یعنی ایسا ملک جسمیں چار رنگ یا چار ذات کے لوگ بستے ہیں۔

5۔ آریہ پنجاب اور شمالی ہند میں آکر آباد ہوے تھے اور منوسمرتی کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے اس ملک کے چار حصے کیے تھے جن کو برہماورت، برہم رشی دیش، مدھ دیش اور آریہ ورت کہتے تھے منو جی کہتے ہیں کہ یہ آریہ ورت ہی یگیہ کرنے کے لائق ہے اور یہی حصہ اونچی ذاتوں یعنی برہمن چھتری ویشیہ کے رہنے کے قابل ہے باقی ملکوں کو منو جی "ملیچھ دیش" بتاتے ہیں اور آریوں کو نصیحت فرماتے ہیں کہ خبردار! ملیچھوں کے دیش میں نہ جانا۔ ہاں اگر شودروں کو آریوں کے ملک میں روٹی نہ ملے تو وہ جہاں چاہیں چلے جائیں۔

6۔ اس سے معلوم ہوا کہ منو جی کے زمانے میں یہ چاروں ذاتیں صرف شمالی ہندوستان میں پائی جاتی تھیں۔ جو آریہ ورت کہلاتا تھا اور اسی ملک کو منو جی نے آریوں کے رہنے سہنے کے لائق بنایا تھا۔ مگر زمانہ کی ضرورتوں نے ایسا مجبور کیا کہ آریہ منو جی کی نصیحت کو بھول گیے اور اپنے پَوِتر دیش (پاک وطن) کو چھوڑ کر ملیچھوں کی بستیوں میں جا بسے یہی سبب ہے کہ آج برہمن چھتری دیشیہ ہر جگہ پائے جاتے ہیں اور ہندوستان کے کونے کونے میں نظر آتے ہیں اور مسلمان عیسائی وغیرہ بھی تمام ہندوستان میں پھیلے ہوے ہیں غرض کہ آریہ اور ملیچھ ایک دوسرے کے پڑوسی بنے ہوے ہیں

7. ہندوستان میں آریہ ہندو اور مسلمان سیکڑوں برسوں سے اچھے خاصے سلوک اور میل جول سے رہتے سہتے تھے اور دکھ درد میں ایک دوسرے کا ساتھ دیتے تھے۔ آخر زمانہ نے گرگٹ کی طرح رنگ بدلا اب سے سو برس (12 فروری 1824ء میں دیانند پیدا ہوے اور 30 اکتوبر 1883ء میں موت ہوئی قریب دو سو سال ہوگیے. نوری) پہلے سوامی دیانند سرسوتی جی نے جنم لیا اس بزرگ ریفارمر نے اپنی آخری عمر میں یعنی اب سے پچاس برس پہلے 1875ء میں ہندو دھرم میں اصلاح اور درستی کا بیڑا اٹھایا اور "آریہ مت یا ویدک دھرم" کے نام سے ایک ایسا مذہب جاری کیا جو

پرانے ہندو دھرم (سناتن دھرم) سے اکثر باتوں میں بالکل جدا ہے اس کے ساتھ ہی انہوں نے تمام مذہبوں پر سخت سے سخت حملے شروع کر دیے مسلمان، عیسائی، بودھ، ہندو، جینی وغیرہ کوئی بھی ان کے حملوں سے نہیں بچے (دیکھو ستیار تھ پرکاش طبع دوم۔ سمولاس 12-13-14) اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تمام ملک میں اس سرے سے اس سرے تک مذہبی جھگڑے کھڑے ہو گیے۔ ہندو مسلمانوں میں پھوٹ پڑ گئی

پہلا سا اتفاق ایکا ایکی غائب ہو گیا۔ اور پچاس سال پہلے جو بیج بویا گیا تھا وہ ایک نیے رنگ سے پھل لایا۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ آریہ سماجی اپنے مانے ہوے اصول یعنی توحید سے ہٹ کر ہندوؤں کی طرف جھکنے لگے ہیں اور مورتی پوجا جس کا بڑے زور شور سے کھنڈن (رد) کیا کرتے تھے اب ایک طرح سے اس کی حمایت کرنے لگے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ "ہم تو اپنے بچھڑے ہوے بھائیوں کو گلے لگاتے ہیں"۔ یعنی مسلم راجپوتوں اور دوسری قوموں کو شدھ کر کے ہندوؤں میں شامل کرتے ہیں کیوں کہ یہ لوگ پہلے ہندو تھے کیا عجیب انقلاب ہے! چند ہی سال میں "ویدک دھرم" یا "آریہ دھرم" یا "دیانندی مت" نے (جو کچھ بھی اس مذہب کے نام رکھے) کیسا رنگ بدلا۔ کل کی بات ہے کہ آریہ سماجی دوست کہا کرتے تھے۔ کہ ہم آریہ ہیں ہندو نہیں ہیں۔ ہندو کے لفظ سے چڑتے تھے۔ اور اس نام کو اپنے حق میں بہت برا سمجھتے تھے اور اس غلط خیال کو پھیلاتے تھے کہ مسلمانوں نے ہم کو ذلیل کرنے کے لیے ہمارا یہ نام رکھ دیا ہے! دیکھو سوامی دیانند اور پنڈت لیکھرام کی کتابیں (حاشیہ:- اس مضمون کا ایک رسالہ پنڈت لیکھرام صاحب آریہ مسافر نے لکھا ہے جسکا نام "آریہ ہندو اور نمستے کی تحقیقات" یہ ہے رسالہ "کلیات آریہ مسافر" حصہ اول کے صفحہ 169 سے صفحہ 185 تک چھپا ہے-) اور آج یہ حالت کہ خود ہندوؤں میں مل رہے ہیں اور دوسروں کو آریہ نہیں بلکہ ہندو بنا رہے ہیں اخبارات کے پڑھنے والوں اور دیکھنے والوں کے حالات سے یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے کہ اس شدھی کے نام سے جابجا مسلمانوں پر بڑی بڑی سختیاں ہو رہی ہیں اور سر توڑ کر کوششیں کی جاتی ہیں کہ جس طرح بَن پڑے مسلمانوں کو ہندو بنا لیا جاے۔

8. آج کل کے نیے آریوں کا یہ قول بھی ہمارے کانوں تک پہنچا ہے کہ آریہ ورت یعنی ہندوستان ہمارا ہے مسلمان یہاں کیوں آے ہیں؟ ان کو یہاں رہنے کا حق نہیں ہے ہم اس کا کیا جواب دیں دنیا کی تاریخ اور قوموں کے

حالات دیکھنے سے اس بات کا جواب مل سکتا ہے۔ کہ قومیں اپنا وطن چھوڑ کر دوسرے ملکوں میں جاکر کیوں آباد ہوتی ہیں مگر ان دوستوں سے کوئی یہ تو پوچھے کہ آپ کے بزرگ یعنی پرانے آریہ ملک تبت۔۔ کو چھوڑ کر یہاں کیوں آبسے تھے؟ اور پھر اس نیے دیس یعنی آریہ ورت کو چھوڑ کر منوجی کے حکم کے خلاف (دیکھو دفعہ 5) سارے ہندوستان میں کیوں پھیل گیے اور اب آپ لوگ آے دن سمندر پار دوسری ولایتوں افریقہ امریکہ وغیرہ میں جاکر کیوں آباد ہوتے ہیں؟

9. اب یہ سوال ہے کہ مسلمانوں کو ہندو کیوں بنایا جاتا ہے؟ ہندو دھرم کی وہ کونسی باتیں ہیں جو اُن کو سکھائی جائیں گی۔ جب ہندو دھرم کے لیے کوئی مذہبی اصول مقرر ہی نہیں کیے گیے (دیکھو لیکچر نمبر 1) تو مسلمانوں وغیرہ کو شُدھی کرنا کیا معنی؟ اور یہ شدّھی کیسی؟ شدّھی کے معنی تو "پاکی" ہیں اگر مسلمانوں کو اسلام کی اصول اور عقائد سے بہتر اصول اور عقائد سکھاے جاتے تو ہم کہہ سکتے تھے کہ انکی شدّھی کی گئ وہ پاک ہوگیے اور ایک پاک صاف دین مل گیا۔ مگر یہاں معاملہ ہی دوسرا ہے ایسی صورت میں مسلمانوں کو اپنا مذہب بدلنے سے کوئی روحانی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا ہاں ہندوؤں کو اتنا فائدہ پہنچ سکتا ہے کہ ان کی تعداد کچھ زیادہ ہو جاے۔ اور اس شدھی کی غرض بھی یہی معلوم ہوتی ہے اور اسی سبب سے آج کل کے نیے آریہ خود بھی ہندوؤں کی طرف کھنچے چلے جا رہے ہیں کیونکہ ان کو اپنی طرف نہیں کھینچ سکتے۔

10. اس وقت مجھ کو ایک مشہور آریہ لیڈر پنڈت بھوجدت (آنجہانی) کا قول یاد آتا ہے جو انہوں نے آج سے کوئی بیس 20 سال پہلے اخباروں میں چھپوایا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ آریہ سماج کی عمر سو سال سے زیادہ نہیں ہے اس لیے سناتن دھرم سبھاؤں کو ابھارنا چاہیے (حاشیہ:- پنڈت رام بھوجدت صاحب کا مطلب یہ تھا کہ آریہ سماج کے اصول ہندوؤں کے دلوں میں نہیں بٹھلاے جاسکتے اور آریہ سماج سو 100 برس میں ختم ہو جاے گی اس لیے آریہ مت اور ویدک دھرم کا خیال چھوڑ کر ہندوؤں کے ساتھ مل جانا چاہیے چنانچہ آریہ سماجی ایسا کر رہے ہیں اور اپنے اصول سے گرتے جاتے ہیں جس کو آریہ محسوس کر رہے ہیں۔ لالہ دیوان چند صاحب بی اے، ایل بی مشہور سماجی اپنے ایک تازہ مضمون میں کہتے ہیں۔ جو اسباب ہندو قوم کی اصلی کمزوری۔ کمی تعداد اور آپس میں بیحد تفرقہ مذہبی اور سوشل پولیٹیکل غلامی کی تہ میں ہیں انکے رفع کرنے میں آریہ سماج مسلمہ طور پر ناکامیاب نظر آتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آریہ سماج خود

ہندوؤں کی تمام قومی کمزوریوں اور بیماریوں کا شکار بن چکا ہے خاص خاص چیدہ لیڈروں کے سوائے سماج کے لیڈر اور سادھرن لوگ ذات پات چھوٹ چھات سکھری نکھری اور ہندوؤں کے دیگر توہمات میں کم و بیش ویسے کے ویسے ہی پھنسے ہوئے ہیں {دیکھو اخبار پرکاش لاہور مؤرخہ 29 ستمبر 1929ء کا مضمون جس کا عنوان ہے "آریہ سماج کے پروگرام میں تبدیلی کی ضرورت ۱۲ منہ).

دھرماتما آریہ اس پر بہت بگڑے تھے اور پنڈت رام بھوجدت جی کو بہت برا بھلا کہا تھا مگر زمانہ نے ان کے خیال کو بہت جلد سچا اور پورا کر دکھایا بات یہ ہے کہ پنڈت صاحب کی نظر بہت گہری تھی اور معاملات کی تہ کو پہنچ گئی تھی ظاہر کے دیکھنے والے اس گہری بات کو کیا سمجھ سکتے تھے

ملیچھ کون لوگ ہیں

11. مسلمانوں کو سمجھ لینا چاہیے کہ ہندوؤں کی جماعت میں شامل ہونے سے انکو کوئی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ وہ شودروں سے بھی زیادہ ذلیل سمجھے جائیں گے شودر کیسے ہی نیچ سمجھے جائیں پھر بھی ہندو دھرم میں ان کی ایک مانی ہوئی ذات تو ہے مسلمان تو کسی ذات میں بھی شامل نہیں ہو سکتے۔ برہمن کو چھوڑیے وہ تو بہت اونچے مانے گیے ہیں چھتری اور ویشیہ بھی ان کو اپنی برادری میں شامل نہیں کریں گے اور تو اور شودر بھی ان سے کترائیں گے۔ غرض ہندو بن کر کوئی دینی دنیاوی، اخلاقی روحانی فائدہ مسلمانوں کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ وہ ملیچھ سمجھے جاتے ہیں اور ملیچھ لوگ شودروں سے بھی زیادہ نیچ اور ذلیل مانے جاتے ہیں اور ہندو شاستروں کی رو سے چاروں ذاتوں میں سے کسی ایک ذات میں بھی داخل نہیں ہو سکتے۔

12. ڈاکٹر کرشن موہن بنرجی ایک پُران کے حوالہ سے جس کا نام "برہما کیبت" پُران لکھا ہے ملیچھوں کی یہ پہچان بتاتے ہیں۔

" یہ وہ لوگ ہیں جو آریوں کے اچھے ملک سے باہر یعنی دوسرے ملکوں میں پیدا ہوئے ہیں۔ جن کے کان چھدے ہوئے نہیں ہوتے۔ جو بے رحم اور بہادر ہوتے ہیں لڑائی میں کوئی ان سے جیت نہیں سکتا ان کا چلن ناپاک ہے وہ سخت اور ادھرمی یعنی بے دین ہوتے ہیں۔

(ہندو کاسٹ صفحہ 25-26 ماخوذ از ترجمہ انگریزی منوسمرتی) صفحہ 57 مطبوعہ مدراس 1898ء

پنڈت وامن شیورام اپنے ایم اے۔ لفظ ملیچھ کی بابت لکھتے ہیں کہ آریہ دیش کے سوا دوسرے ملکوں کے رہنے والے وحشی جو آریہ نہیں ہیں اور بہت پنچ لوگ ہیں انکو ملیچھ کہتے ہیں

(دیکھو پریکٹیکل سنسکرت انگلش ڈکشنری صفحہ 882 کالم 2 مطبوعہ پونا 1890ء)

13. سوامی دیانند جی ملیچھ دیش کی بابت لکھتے ہیں:-

آریہ ورت ملک کے علاوہ جو ملک ہیں۔ وے "دسیودیش" اور ملیچھ دیش کہلاتے ہیں

(ستیارتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ آٹھواں سملاس دفعہ 49 صفحہ 297 مطبوعہ لاہور 1899ء)

اور 1875ء میں جو ستیارتھ پرکاش سوامی جی نے خود چھپوائی تھی اس میں لفظ ملیچھ کی بابت یوں لکھا ہے "ملیچھ نام نِندت نہیں ہے جن پُرشون کے اچارن میں ورنوں کا سپشٹ اچّارن نہیں ہوتا انکا نام ملیچھ ہے"

(دیکھو ستیارتھ پرکاش کا پہلا ایڈیشن تیسرا سملاس بخط ہندی صفحہ 67 اور بخط اردو صفحہ 79)

مطلب ملیچھ نام برا نہیں ہے (یعنی اس نام سے کسی کی ذلت مقصود نہیں ہے) جن لوگوں کی زبان سے سنسکرت کے حرف صاف اور ٹھیک نہیں نکلتے ان کا نام ملیچھ ہے۔

14. ہندوستان کی آریہ سماجوں میں ہزاروں لاکھوں آریہ سماجی موجود ہیں جنھوں نے سنسکرت تو الگ ہی ہندی بھاشہ بھی نہیں پڑھی اور سنسکرت کے حروف ان کی زبان سے ٹھیک ٹھیک نہیں نکل سکتے۔ اگر اس کو قول صحیح مانا جاے تو وہ لوگ ملیچھ ٹھرے اب یا تو ان کو آریوں کی جماعت سے خارج کرنا پڑے گا اور یا ان کے لیے کوئی نیا نام "ملیچھ آریہ" وغیرہ تجویز کیا جاے گا مگر مجھے امید نہیں کہ آریہ دوست ان میں سے کوئی بات بھی تسلیم کریں کیونکہ ادھر تو 1883ء میں سوامی دیانند جی کی آنکھ بند ہوئی اور اُدھر 1884ء کے ایڈیشن سے وہ عبارت نکال دی گئی۔ اس وقت سے اب تک ستیارتھ پرکاش کے بیس 20 پچیس 25 ایڈیشن نکل چکے ہیں مگر کسی ایڈیشن میں اس عبارت کا پتا نہیں ملتا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سوامی جی کی ذاتی راے تھی جس کو اُن کے چیلوں نے بھی قبول نہیں کیا۔ اصل بات تو یہی ہے کہ جو قومیں ہندوؤں میں شامل نہیں ہیں۔ برہمن چھتری اور ویشیہ کے سوا ہیں۔ اور شودر بھی نہیں ہیں وہی ملیچھ کہلاتی ہیں اور یہ لوگ شودروں سے بھی زیادہ ذلیل اور ملیچھ سمجھے جاتے ہیں جن میں۔ عیسائی مسلمان وغیرہ سب ہی قومیں جو ہندو نہیں ہیں۔ داخل ہیں اسی سبب سے سوامی جی کا خیال ٹھیک نہیں معلوم ہوتا۔

خلاصہ

اس لیکچر کا خلاصہ یہ ہے:-

1. ہندوؤں کی چار ذاتیں ہیں برہمن، چھتری۔ ویشیہ، شودر

2. ذاتوں کے کام الگ الگ ہیں اور ایک ذات کا آدمی دوسری ذات میں نہیں مل سکتا۔

3. منوجی کا قانون یعنی دھرم شاشتر ہندوؤں کی چار ذاتوں اور شمالی ہندوستان یعنی آریہ ورت ہی کے لیے بنایا گیا تھا۔

4. آریہ ورت کے سوا جو ملک ہیں ان میں ملیچھ بستے ہیں جو ناپاک اور شودروں سے بھی ناپاک سمجھے جاتے ہیں-

5. کسی برہمن چھتری ویشیہ کو ملیچھوں کے ملک نہیں جانا چاہیے ہاں اگر شودر آریوں کے ملک میں بھوکا مرنے لگے تو وہاں جاکر پیٹ پال سکتا ہے۔

6. مسلمانوں کو ہندو جاتی میں شامل ہونے سے کسی قسم کا فائدہ نہیں ہے۔

دوسرا لیکچر ختم شد

تیسرا لیکچر: آریہ اور ہندوستان کے اصلی باشندے

1۔ جب پرانے ہندوؤں نے اپنے اصلی وطن یعنی تبت کو چھوڑا اور ہندوستان میں آکر آباد ہوے اس وقت ان میں ادنی اعلی یعنی چھوٹا بڑا کوئی نہ تھا سب کا درجہ برابر تھا وہ اپنے آپ کو آریہ کہتے تھے اس لفظ کے معنی ہیں نیک " شریف "۔ خاندانی، اونچے گھرانے والا وغیرہ (دیکھو پریکٹیکل سنسکرت انگلش ڈکشنری صفحہ 35 کالم 2 مطبوعہ پونا 1990ء)یہ نام اس لیے رکھا گیا کہ وہ اپنے آپ کو شریف اور دوسری قوموں سے بہت زیادہ اونچا سمجھتے تھے،

پنڈت رومیش چندردت صاحب مشہور فاضل اور مورخ نے "آریہ" کے اصلی اور ابتدائی معنی کا کھوج لگایا ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ "آریہ نام ہی جس سے فتحمند قوم نے اپنے آپ کو نامزد کیا تھا۔ ایک ایسے لفظ سے نکلا ہے جس کے معنی میں بونا جوتنا۔ زراعت کرنا۔ اور رگوید میں ایک خوبصورت چھوٹا سا بھجن کاشتکاری کی بابت موجود ہے جس کو ہم اس لیے درج کرتے ہیں۔ کہ وہ آریہ لوگوں کی گلہ بانی کے زمانے سب سے پرانا بھجن ہے (اس کے بعد صاحب موصوف رگوید منڈل 4۔ سکست 57۔ کا ترجمہ لکھا ہے جس کو میں نے چھوڑ دیا ہے)

{دیکھو اینشنٹ انڈیا۔ دور اول باب سوم صفحات 20۔21}

بھارت کے اصلی باشندے

2۔ آریہ ٹھنڈے ملک سے آے تھے ان کا رنگ گورا تھا۔ ہندوستان کے اصلی باشندے جو پہلے سے اس ملک میں آباد تھے کالے رنگ کے تھے ان دونوں قوموں میں بڑی لڑائیاں ہوتی رہیں اور صدہا سال تک خون کی ندیاں بہتی رہیں آخر اصلی باشندے ہارے کچھ جان بچا کر بھاگ گیے اور پہاڑوں میں جا چھپے جنکی نسلیں بھیل، گونڈ وغیرہ خراب خستہ حالت میں اب بھی پائی جاتی ہیں جو لوگ بھاگ نہ سکے اور آریوں کے قابو میں آگیے وہ قید ہوے اور غلام بنائے گیے

3۔ اصلی باشندے جو مغلوب ہو کر آریوں کے غلام بن گیے تھے انکا نام دسیو رکھا گیا اس لفظ کے معنی "چور"، "لٹیر"، "بدمعاش"، "بے دین" وغیرہ ہیں۔(دیکھو پریکٹیکل سنسکرت انگلش ڈکشنری صفحہ 560 کالم 2 مطبوعہ پونا 1890ء) پھر وہی

دسیوداس کہلائے جس کے معنی ہی غلام اور خدمتگار ہوگیے یہاں تک کہ لفظ "داس" شودروں کے نام کے ساتھ لگانے لگے تاکہ وہ تینوں اونچی ذاتوں سے الگ پہچانے جائیں

(حاشیہ:-سوامی دیانند سرسوتی نے بھی لکھا ہے کہ برہمن کے نام کے ساتھ شرما چھتری کے نام کے ساتھ "ورما" ویشیہ کے نام کے ساتھ "گپتا" اور شودر کے نام کے ساتھ "داس" لگادینا چاہیے دیکھو سنسکار ودھی طبع اول)

4. غرض اس طرح ہندوستان میں دو جماعتیں یا دو ذاتیں بن گئیں (1) فاتح یعنی گورے رنگ والے آریہ جنھوں نے اس ملک کو فتح کیا (2) مفتوح یعنی کالے رنگ والے اصلی باشندے جو شکست کھاکر غلام بنے اور دسیو یا داس کہلائے آریہ اور دسیو دونوں نام ویدوں میں آئے ہیں اور ان کی لڑائیوں کے قصے بھی بار بار آئے ہیں آریہ لڑائیوں میں کامیابی کے لیے اپنے بہادر جنگی دیوتا یعنی اِندر کو پکارتے تھے اور اس سے مدد مانگتے تھے۔

5. اب ہم رگِ وید کے کچھ منترو ں

(حاشیہ:-اس قسم کے بہت سے منتروں کا ترجمہ پنڈت رومیش چندر دت صاحب سی آئی اے، نے اپنی مشہور تاریخ اینشینٹ انڈیا (ancient India) یعنی ہندوستان قدیم میں درج کیا ہے۔ یہ مقام اسی کتاب سے اخذ کیا ہے۔) کا ترجمہ پیش کرتے ہیں جس سے آریوں اور دسیوؤں کی لڑائیوں کا سماں آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

1. اندر نے جس کو بہت سے لوگ پکارتے ہیں اپنے تیز ساتھیوں یعنی (تند جھکڑوں) کے ساتھ مل کر اپنے بجر سے (یعنی بجلی سے جو اندر کا ہتھیار ہے) دسیوؤں اور سمیوؤں کو جو زمین پر رہتے تھے برباد اور ستیاناس کر دیا ہے اور اسکے کھیت اپنے گورے پجاریوں (آریوں) کو بانٹ دیے ہیں گرجنے والا اندر سورج کو چمکاتا اور مینہ برساتا ہے۔

(رگوید منڈل 1 سکت 100 منتر 18)

2. اندر اپنے بجر اور طاقت سے بھرپور ہو کر ادھر اُدھر چلا پھرانے بجر کے تھامنے والے! تو ہمارے ان بھجنوں سے خبردار ہو اور اپنے ہتھیاروں کو دسیوں پر چلا اور آریہ کی طاقت اور عزت کو بڑھا"

رگوید منڈل 1-سکت 103-منتر-3-

3. "اندر لڑائیوں میں اپنے آریہ پجاریوں کی حفاظت کرتا ہے وہ جوان گنت موقعوں پر اس کی حفاظت کرتا ہے۔ سب لڑائیوں میں اس کی حفاظت کرتا ہے وہ (آریہ) لوگوں کے فائدہ کے لیے ان قوموں کو جو یگیہ نہیں کرتیں مغلوب

کرتا ہے وہ دشمن کے بدن کی کالی کالی کھال کھینچ لیتا ہے اس کو قتل کرتا ہے اور جلا کر بھسم کر دیتا ہے۔ جو دکھ دینے والے اور بے رحم ہیں ان کو پھونک دیتا ہے" (رگوید منڈل 1.سکت-130-منتر 8)

4. اے دشمنوں کے ستیاناس کرنے والے ان لٹیری فوجوں کے سروں کو جمع کر اور اپنے چوڑے پاؤں سے ان کو کچل ڈال تیرا پاؤں چوڑا ہے"۔ اے اندر ان لٹیری فوجوں کی طاقت کا ستیاناس کر دے ان کو ذلیل گڑھے میں پھینک دے" چوڑے اور ذلیل گڑھے میں "اے اندر تو ایسے ڈیڑھ سو فوجوں کا ستیاناس کر چکا ہے لوگ تیرے اس کام کے گن گاتے ہیں مگر تیری بہادری کے آگے یہ کام کچھ بھی نہیں۔(رگوید منڈل 1-سکت 133-منتر 2-3)

5. "اے اندر! رشی آج تک تیرے پرانے بہادری کے کام کے اب تک گن گاتے ہیں تو لڑائی کو بند کرنے کے لیے بہت سی لٹیروں کا ستیاناس کر چکا ہے تو نے دشمنوں کے شہروں کو ڈھا کر کے فتح کیا ہے جو دیوتاؤں کی پوجا نہیں کرتے تو نے ان دشمنوں کے ہتھیاروں کو جھکا دیا ہے جو دیوتاؤں کی پوجا نہیں کرتے۔

(رگوید منڈل 1-سکت 174-منتر 7-8)

6. یہ پانچ منتروں کا ترجمہ نمونہ کے طور پر دیا گیا ہے ورنہ ویدوں میں ایسے منتروں کی کمی نہیں ہے پنڈت رومیش چندر دت صاحب سی، آئی، ای، ان منتروں کا انگریزی ترجمہ اپنی کتاب میں درج کرنے کے بعد کہتے ہیں۔

"ایسے ایسے بھجنوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فتح مند (آریہ) اور ہندوستان کے اصلی باشندے یعنی دسیو قدرتی طور پر ایک دوسرے کے مخالف تو تھے ہی مگر یہ دشمنی اور مخالفت اس وجہ سے اور بھی زیادہ سخت اور ناگوار ہوگئی کہ دونوں قوموں کے مذہب اور مذہبی رسموں میں فرق تھا۔ آریہ نیچر کے "چمکتے ہوئے آسمانی دیوتاؤں" سورج آگ اور تیز ہواؤں کو پوجتے تھے اور ان دیوتاؤں کے لیے روزانہ یگیہ کرتے تھے اور جس جگہ کو فتح کرتے تھے وہاں اپنے نیچر کے دیوتاؤں کی پوجا اور اپنی پیاری یگیہ کی رسموں کو ساتھ لے جاتے تھے پنجاب کی کالی چمڑی والے دسیوان دیوتاؤں کو نہیں مانتے تھے اور یگیہ نہیں کرتے تھے یگیہ کرنے والے ہندوؤں کے سدھانت (عقیدے) کے مطابق یہ لوگ کافر اور بے دین تھے اور یہی کفر بے دینی انکی موت اور بربادی کا سبب ہوئی۔ ہندو بار بار اپنے جنگی دیوتا یعنی اپنے اندر سے درخواست کرتے تھے اور جو لوگ بے دین تھے اور مذہبی رسموں کو ادا نہیں کرتے تھے اُن کے برخلاف اس سے مدد

مانگتے تھے اور یقین رکھتے تھے کہ وہ ضرور مدد کرے گا" (اینشینٹ انڈیا، ہندوستان قدیم، دور اول، ویدوں کا زمانہ، باب 2 صفحہ 14 مطبوعہ لندن 1893ء)

7. آریوں کے پاس لڑائی کا پورا سامان تھا اور ہتھیار بھی اچھے تھے اور وہ خود ڈھال بھالا تیر، تیز دھار والی تلوار وغیرہ ہتھیاروں سے کام لیتے تھے رگوید کے ایک بھجن میں زرہ کمان کی تانت ترکش، تیر، رتھ، گھوڑے باگ ڈور گھوڑوں کے سموں سے گرد و غبار کا اٹھنا، گھوڑوں کا دشمنوں کو اپنی ٹاپوں سے روندنا وغیرہ، تمام چیزوں کا ذکر ایک ہی جگہ موجود ہے (رگوید منڈل 6 سکت 75 منتر 1-7)

(حاشیہ:- اس پورے سکت کا ترجمہ پنڈت رومیش چندر دت صاحب نے اپنی انگریزی تاریخ میں درج کیا ہے دیکھو اینشنٹ انڈیا دور اول باب دوم صفحہ 16-18)

پرانے زمانے میں توپ، بندوق، مشین، گن، موٹر کار، ہوائی جہاز وغیرہ تو تھے نہیں اس لیے آریہ اسی سامان سے کام لے سکتے تھے جو ان کو مل سکتا تھا- یعنی تیر، کمان، رتھ وغیرہ وہ رتھوں میں سوار ہو کر دشمنوں پر تیر برساتے تھے اور انکے تیروں میں ہرن کے سینگ کی یا لوہے کی نوکیں لگی ہوتی تھیں، ایک منتر میں کمان کی اس طرح تعریف کی گئی ہے

"ہم کمان سے مویشیوں کو جیتیں گے ہم کمان سے دشمنوں کو جیتیں گے، ہم کمان سے جیتیں گے ہم خونخوار اور مغرور دشمنوں کو کمان سے فتح کرینگے۔ ایسا ہو کہ کمان دشمنوں کے ارادوں کو توڑ دے ہم کمان سے اپنی فتوحات سب طرف پھیلائیں گے (رگوید منڈل 6 سکت 75 منتر 2)

اس منتر سے یہ پتہ چلتا ہے کہ پرانے آریہ تیر چلانے میں بڑے ہوشیار تھے اور لڑائیوں میں تیر کمان سے خوب کام لیتے تھے اور اس سے دشمنوں کو مغلوب کرتے تھے

8) پنڈت رومیش چندروت صاحب اپنی اسی تاریخ یعنی ہندوستان قدیم

(حاشیہ:- دیکھو اینشنٹ انڈیا ویدوں کا زمانہ باب دوم صفحہ 16)

میں آریوں کی کامیابی اور فتح مندی کے سبب بیان کرتے ہوئے ایک مقام پر لکھتے ہیں " ملک ہسپانیہ کے باشندوں نے امریکہ کے وحشیوں پر جو فتح پائی اسکا بڑا سبب یہ تھا کہ ان کے پاس جنگی گھوڑے تھے وحشیوں نے یہ گھوڑے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے وہ ان سے بہت ڈرتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کے جنگی گھوڑوں سے

ہندوستان کے کالے باشندے بھی اسی طرح خوف کھاتے تھے ایک مقدس جنگی گھوڑا یعنی ودھکرا لڑائی میں ساتھ رہتا تھا اس کی تعریف میں وید کا یہ بھجن دلچسپی کے ساتھ پڑھا جاے گا۔

بھجن

"جس طرح لوگ چور کے پیچھے جو کپڑے چرا کر بھاگا ہو چلاتے اور شور مچاتے ہیں اسی طرح دشمن (دسیو) ودھکرا کو دیکھ کر چیختے اور چلاتے ہیں یا جس طرح پرندے بھوکے شکرے کو اترتا دیکھ کر چین چین کرتے غل مچاتے ہیں اسی طرح دشمن (دسیو) ودھکرا کو دیکھ کر چیختے اور چلاتے ہیں جو لوٹ کی اور خوراک اور مویشی کی تلاش میں سرپٹ دوڑتا ہے (گوید منڈل 4 سکت 38 منتر 5)

بھجن

"دشمن ودھکرا سے ڈرتے ہیں جو ایسا روشن اور ستیاناس کرنے والا ہے جیسے اندر دیوتا کا بجر (یعنی بجلی) جب وہ گھوڑا ایک ہزار آدمیوں کو ٹاپین مار کر بھگا دیتا ہے اس وقت جوش میں بھرتا ہے اور اس کی طاقت قابو سے باہر ہو جاتی ہے" (رگوید منڈل 4 سکت 38 منتر 8)

9) جس زمانہ میں آریوں اور دسیوؤں میں زور شور سے لڑائیاں چھڑ رہی تھیں اور آریہ ہندوستان کو فتح کرنے کی دھن میں لگے ہوے تھے اس کو ہندوستان کی تاریخ میں زمانہ شجاعت کہتے ہیں آریہ ہاتھ پاؤں کے مضبوط تھے انکے پاس لڑائی کا سامان اور ہتھیار بھی اچھے تھے اصلی باشندے کمزور تھے نہ ایسا سامان رکھتے تھے نہ ایسے ہتھیار اس لیے دونوں کی جوڑ برابر کی نہیں تھی اور بقول پنڈت رومیش چندر دت صاحب "جو فوجیں ایسے ہتھیاروں سے سجی ہوئی ہوں اور باقاعدہ میدان میں لائی جائیں ان کے مقابلہ میں وحشی دسیو زیادہ کامیاب نہیں ہو سکتے تھے"

(اینشینٹ انڈیا، ہندوستان قدیم، دور اول ویدوں کا زمانہ، باب 2۔ صفحہ 17)

پھر بھی یہ لوگ آریوں کے مقابلے میں سیکڑوں برسوں تک اڑے رہے آخر وہی نتیجہ ہوا جو کمزور قوم کا شہزور قوم کے مقابلے میں ہوا کرتا ہے۔ یعنی اصلی باشندے ہار گیے اور بہت سے قتل ہو گیے کچھ جان بچا کر پہاڑوں میں جا چھپے اور جو فتح مندوں کے ہاتھ آگیے وہ غلام بنائے گیے اور شودر کہلاے۔

10. آریوں اور دسیوؤں کی لڑائیوں کی بابت پنڈت رومیش چندر دت صاحب لکھتے ہیں۔ دور اول کی تاریخ جس کا نام ہم نے ویدوں کا زمانہ رکھا ہے آریوں کے اصلی باشندوں سے پنجاب کو فتح کرنے کی تاریخ ہے اور اگرچہ اس صدہا سال کی جنگ کے بڑے بڑے واقعات کا مسلسل بیان ہمارے پاس موجود نہیں ہے مگر رگوید جو اس قدیم زمانے کے بنے ہوئے بھجنوں کا مجموعہ ہے اس میں جوش دلانے والی عبارتیں اور لڑائیوں کے گیت بھرے پڑے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کے فتح کرنے والے ہندو جو اس ملک میں نیے نیے آکر آباد ہوے ان کے دل میں کیا کچھ لڑائی کا کچھ جوش اور شوق تھا۔ انہوں نے نہایت ہی قدیم زمانے کے جنگلوں کو صاف کر دیا سرزمین پنجاب کے سیاہ فام باشندوں کو برباد کر کے ان کی جڑ بنیاد مٹادی۔ یا مار کر بھگا دیا۔ زراعت اور تمدن کی حدود کو وسعت دی اور نسلاً بعد نسل اور قرناً بعد قرن ہندو راج اور ہندو مت کو پھیلاتے رہے شائستہ نسلوں کے ہاتھ وحشی قوموں کی بربادی کی کہانی جیسی قدیم زمانے میں تھی۔ زمانہ حال میں بھی بہت کچھ ویسی ہی ہے اور مسیح سے اٹھارہ سو برس پہلے دریاے سندھ اور اسکے معاونوں (یعنی ستلج۔ بیاس۔ راوی۔ چناب۔ جہلم) کے کناروں کو اصلی باشندوں سے زیادہ تر اسی طرح سے صاف کر دیا گیا تھا جس طرح امریکہ کے بڑے دریا مسیسپی کے کنارے مسیح سے اٹھارہ سو برس کے بعد امریکہ کی بہت سی انڈین قوموں سے صاف کر دے گیے ہیں یہ جنگجو اور بہادر قومیں امریکہ کے قدیمی جنگلوں میں آباد اور حکمراں تھیں اور جانوروں کے شکار پر گزارہ کرتی تھیں یورپ کے گورے آدمی زیادہ اونچی تہذیب اور زیادہ صاف مذہب کو لیکر امریکہ میں آے مگر فتح مندی کی حرص اور طمع کو بھی اپنے ساتھ لاے انہوں نے ان جنگلوں کو جن میں کوئی راہ نہ تھی اور جن میں داخل ہونا ممکن نہ تھا صاف کر دیا جہاں وحشی قوموں کے قلعے اور دلدل تھے وہاں خوبصورت گاؤں اور قصبے بنا دیے ، اور اس تاریک براعظم یعنی امریکہ کو جس کا حال کسی نے دریافت نہیں کیا تھا شائستہ لوگوں کا مسکن بنا دیا اور وہ ایسے مذہب ایسی سوسائٹی اور ایسی سلطنت کا صدر مقام بن گیا جو وحشیوں کے مذہب اور ان کی سوسایٹی اور سلطنت کی نسبت زیادہ صاف اور بہتر تھی اس نئی دنیا (یعنی براعظم امریکہ) میں کالے آدمیوں کے لیے کوئی جگہ نہ تھی یہ لوگ یا تو اپنے آخری قلعے میں بہادری سے لڑتے لڑتے ہلاک ہو گیے ، اور یا ملک کو چھوڑ کر ایسے جنگلوں اور دور کے مقاموں میں بھاگ گیے جہاں گورے فتح مندوں کا قدم ابھی تک نہیں پہنچا تھا (اینشینٹ انڈیا (ہندوستان قدیم) دور اول باب دوم صفحہ 12-13)

یہ ہے غالب اور مغلوب قوموں کی کہانی جسکا نتیجہ مولانا حالی نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ اس شعر میں بیان کر دیا ہے۔

حق ہے غالب کا کہ کچلے اور دلے مغلوب کو
ہے یہی مغلوب ہونے کا مآل انجام کار

11) یہ آریوں اور دسیوں کی لڑائیوں کے قصے ہیں جو ویدوں میں لکھے ہوے ہیں اور اس قسم کی بے شمار کہانیاں ان کتابوں میں جابجا پائی جاتی ہیں جن سے ویدوں کے زمانے کے بہت سے تاریخی حالات معلوم ہوتے ہیں میں نے ایک رسالہ میں اس مضمون کو مفصل لکھا ہے اور یہ بات دکھائی گئی ہے کہ ویدوں میں بہت سی کہانیاں ہیں جن سے بہت سے تاریخی حالات کا پتہ چلتا ہے۔

خلاصہ

اس لیکچر کا خلاصہ یہ ہے

1. آریہ ہندوستان کے رہنے والے نہیں ہیں بلکہ وسط ایشیا سے آکر یہاں آباد ہوے ہیں
2. آریوں اور دسیوؤں یعنی ہندوستان کے اصلی باشندوں کے درمیان صدہا سال تک لڑائیاں ہیں جن کا بیان رگوید میں موجود ہے
3. دسیو۔ آریوں کے دیوتاؤں کو نہیں مانتے تھے اور اس لیے یہ ان پر سختی کرتے تھے اور آخر ان کو غلام بنا کر چھوڑا۔
4. اُن لڑائیوں کے بعد ہندوستان میں وہ ذاتیں ہو گئیں یعنی آریہ اور دسیو۔

تیسرا لیکچر ختم شد

چوتھا لیکچر: ذاتوں کا تاریخی بیان

1. آریوں اور دسیوں کی لڑائی کا سلسلہ تو سینکڑوں برس تک چلتا رہا جس کا پتہ ویدوں سے چلتا ہے مگر کبھی کبھی آریوں میں بھی چل جاتی تھی جب آریہ دسیوؤں کو زیر کر چکے اور کوئی دشمن باقی نہ رہا اور آریوں کے سردار اپنے اپنے جتھوں کے راجہ بن گیے اس وقت آپس کی لڑائیوں کا بہت زور ہو گیا تھا اس زمانہ میں سُوداس ایک بہادر راجہ ہوا ہے جس پر دس راجاؤں نے مل کر چڑھائی کی تھی مگر سب نے شکست کھائی۔

2. اس لڑائی کی یادگار میں رگوید کا ایک پورا سکت

(حاشیہ:-اس سکت کا انگریزی ترجمہ پنڈت رومیش چندر دت صاحب کی تاریخ اینشینٹ انڈیا (ہندوستان قدیم) دور اول باب دوم۔ صفحہ 18-19 پر دیکھو۔)

یعنی بھجن موجود ہے جس میں اندر اور ورن دونوں دیوتاؤں کو بار بار پکارا جاتا ہے۔

1. "اے دونوں سرداروں اندر اور ورن! تمہارے پجاریوں نے تمہاری مدد کے بھروسے پر مویشی حاصل کرنے کی خواہش کر کے پورب کی طرف اپنے ہتھیاروں کے ساتھ کوچ کیا ہے اے اندر اور ورن اپنے دشمن کو کچل ڈالو۔ خواہ وہ داس ہوں یا آریہ اور اپنی حمایت سے سوداس کو بچاؤ"

2. جہاں (فوج کے) لوگ اپنی جھنڈیاں بلند کرتے اور جنگ کرتے ہیں جہاں کوئی مددگار نظر نہیں آتا۔ جہاں لوگ آسماں کی طرف تکتے اور (ڈر کے مارے) کانپتے ہیں اس وقت اے اندر اور ورن! تم ہماری مدد کر۔ اور ہم سے بولو

4. اے اندر اور ورن"! ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے کنارے غائب ہو گیے اور شور آسمان تک پہنچتا ہے دشمن کی فوجیں پاس آپہنچی ہیں۔ اے اندر اور ورن! جو ہماری دعاؤں کو ہمیشہ سنتے ہو ہمارے پاس آؤ اور ہماری حفاظت کرو"

4۔ "اے اندر اور ورن! تم نے بھید کو جس پر ابھی تک وار نہیں کیا گیا تھا چھید کر ڈالا اور سوداس کو بچا لیا تم نے ترتسوؤں کی دعاؤں کو سنا لڑائی کے وقت میں ان پروہتوں کی دعا پھل لائی۔

5. "اے اندر اور ورن! دشمن سب طرف سے اپنے ہتھیاروں کے ساتھ مجھ پر حملہ کرتے ہیں تمہارے پاس دونوں طرح کا دھن ہے۔ لڑائی کے دن ہم کو بچاؤ۔

6۔ لڑائی کے وقت دھن حاصل کرنے کے لیے دونوں کی طرف فوجوں نے اندر اور ورن کو پکارا مگر تم نے اس لڑائی میں سوداس اور ترتسوؤں کی حفاظت کی جس پر دس راجاؤں نے چڑھائی کی تھی۔

7. "اے اندر اور ورن! دس راجہ جنہوں نے یگیہ کیا تھا سب کے سب مل کر بھی سوداس کو زک (نقصان) نہ دے سکے۔

8. اے اندر اور ورن! تم نے سوداس کو طاقت دی جبکہ دس سرداروں نے اس کو چاروں طرف سے گھیر لیا تھا سفید پوش ترتسوؤں نے جن کے بال گندھے ہوئے تھے چڑھاوون اور بھجنوں سے تمہاری پوجا کی تھی۔

9 اندر لڑائیوں میں دشمنوں کا ستیاناس کرتا ہے ورن ہمارے پاس رسموں کی حفاظت کرتا ہے ہم تم کو اپنی تعریفوں کے ساتھ پکارتے ہیں اندر اور ورن ہم کو سکھ دو۔

10. ایسا ہو کہ اندر ورن اور ادیمن ہم کو دھن اور ایک وسیع گھر عنایت کریں۔ ایسا ہو کہ آدتی (دیوی) کی روشنی سے ہم کو دکھ نہ پہنچے ہم سوتری دیوتا کے گن گاتے ہیں

(رگوید۔منڈل 7۔سکت 83۔منتر 1-10)

آریہ کے مابین ہونے والی لڑائی پر ایک نظر

3. اس بھجن میں سوداس کی لڑائی کا بہت اچھا نقشہ کھینچا گیا ہے جس سے لڑائی کے بڑے واقعات کا پتہ چلتا ہے اب ہم ان واقعات پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

1. بہادر راجہ سوداس کا نام پانچ جگہ آیا ہے

(منتر۔1-4-6-7-8)

۲. ترتسو جو اسکے دربار کے پروہت تھے اور جنہوں نے اسکی فتح کے لیے دعائیں مانگی تھیں انکا نام تین جگہ آیا ہے

(منتر۔3-6-8)

3. ترتسوؤں کی پہچان یعنی ان کے سفید لباس اور گندھے ہوئے بالوں کا بیان بھی ایک جگہ آیا ہے (منتر۔8)

4. سوداس کے حریف یعنی دس راجہ جو اس پر چڑھ کر آئے تھے ان کا ذکر تین جگہ موجود ہے (منتر۔6-7-8)

5. اندر اور ورن جن سے فتح کی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ وہ دیوتا ہیں جن کا نام ہر ایک منتر میں بار بار آتا ہے اور " اے اندر اور ورن " کہ کر ان کو نَو9 دفعہ پکارا ہے۔

6. پچھلے منتر میں اریمن۔ آدِتی۔ سوتری کو بھی ان دونوں کے ساتھ ملا کر پانچ دیوتاؤں کے گن گاتے ہیں (منتر۔10)

7. لڑائی کا ڈر شکست کا کھٹکا۔ سوداس کی فوج کا چاروں طرف سے گھر جانا۔ دیوتاؤں سے بِلبلا بلبلا کر دعائیں مانگنا۔ بھجن گا گا کر ان کو رِجھانا۔ یگیہ کرنا۔ چڑھاوے چڑھانا۔ وغیرہ ان سب باتوں کا نظارہ اس بھجن میں نظر آتا ہے۔ (منتر۔2-3-5-7-8-9)

8. فوجوں کی مد بھیڑ۔ لڑائی کا نقشہ سوداس کی جیت اور دس راجاؤں کی ہار کا ذکر صاف لکھا ہوا ہے۔ (منتر۔4-6-7-8)

9. مخالف راجاؤں کو کچلنے کے لیے سوداس کی فوج نے یورپ کی طرف کوچ کیا تھا (منتر-1)

10۔ یہ آپس میں لڑائی تھی۔ اور دونوں طرف آریوں کی فوجیں تھیں جو ایک دوسرے کے دھن پر قبضہ کرنے کے لیے اندر اور ورن وغیرہ دیوتاؤں سے دعائیں مانگتی تھیں۔ مگر دیوتاؤں کی مہربانی سے سوداس نے فتح پائی اور مخالفوں نے شکست کھائی (منتر6)

4. سوداس جس کی لڑائی کا قصہ اوپر بیان کیا گیا ہے ویدوں کے زمانے کا بہت مشہور راجہ گزرا ہے۔ وہ ان راجاؤں میں سے تھا جو چکرورتی راجا کہلاتے ہیں۔ یعنی " ایسے راجہ جن کی بابت کہا جاتا ہے کہ تمام روے زمین پر حکومت کرتے تھے۔ رگوید کی سب سے پرانی اور سب سے زیادہ مستند تفسیر "ایتریہ براہمن" ہیں ایک جگہ دس چکرورتی راجاؤں کا حال نام بنام لکھا ہے جن کو پروہتوں نے ایک ویدک رسم (مہا بھیشک) کے بموجب راجا بنایا تھا۔ سوداس کو راجہ بنانے کے ذکر میں یہ لکھا ہے۔

"اس رسم کے ڈشٹھ جی نے (جو پروہت تھے) پجون کے بیٹے سوداس کو راج گدی پر بٹھایا تھا۔ اسی لیے سوداس ہر جگہ تمام زمین کو اس کے کناروں تک فتح کرتا چلا گیا۔ اور اس نے یگیہ کے گھوڑے کی قربانی کی"

(ایتریہ براہمن پنچکا8-کنڈ کا21-ترجمہ انگریزی ڈاکٹر ہاگ دوسری جلد۔ صفحہ524۔ مطبوعہ ممبئی1863ء)

جنگ سوداس جنگ مہابھارت اور جنگ یورپ کا مقابلہ

5. معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں کے زمانہ کی سب سے بڑی لڑائی یہی "سوداس کی لڑائی تھی پھر بہت مدت کے بعد پانڈوؤں اور کوروں کی مشہور لڑائی کروکشتیر یعنی تھانیسر کے مقام پر ہوئی جو صوبہ پنجاب کے ضلع پنجاب کرنال میں واقع ہے یہ لڑائی پہلی لڑائی سے کہیں زیادہ سخت تھی کیوں کہ اس میں کل ہندوستان کے راجہ مہاراجہ پانڈوؤں یا کوروؤں کی طرف سے شریک ہوے تھے۔ اس لڑائی کی پوری داستان کتاب "مہابھارت" میں لکھی ہوئی ہے یہ دونوں لڑائیاں آریوں یا ہندوؤں کی آپس میں لڑائیاں تھیں اور دونوں طرف ویدوں کے ماننے والے شامل تھے۔ خیر یہ تو پرانے زمانے کے قصے ہیں مگر جنگ یورپ تو کل کی بات ہے جو 1914ء میں عیسائیوں کی "مہذب" اور شاستری قوموں میں ہوئی تھی۔ اور پانچ سال تک رہی جنگ سوداس اور جنگ مہابھارت کا اثر پنجاب اور ہندوستان سے باہر نہ تھا مگر جنگ یورپ نے تو دنیا کا نقشہ ہی بدل دیا ہے جس کا نقصان دنیا کی تمام قومیں آج تک اٹھا رہی ہیں کہ پہلے زمانے کی لڑائیوں میں برسوں میں بھی اتنے آدمی قتل نہیں ہوتے تھے جتنے جنگ یورپ میں مشین گنوں اور نیے نیے ہتھیاروں اور سامان جنگ کی بدولت ایک دن کے اندر فنا ہو گیے اس لیے اس جنگ کے سامنے پرانے زمانے کی لڑائیوں کی کوئی حقیقت نہیں۔ مگر ہندوؤں کا خیال یہ ہے کہ جتنی جانیں مہابھارت کی لڑائی میں ضائع ہوئیں ان کا ہزاروں بلکہ لاکھوں حصہ بھی دنیا کی کسی لڑائی میں ضائع نہیں ہوا جیسا کہ کتاب "مہابھارت" کی گیارہویں جلد میں لکھا ہے کہ اس لڑائی میں دس کھرب سے زیادہ آدمی قتل ہوے اس لڑائی کا کسی قدر حال چھٹے لیکچر میں آے گا۔

6. آریوں اور اصلی باشندوں کی لڑائی کے بعد آریہ ورت میں دو ذاتوں کا بن جانا پہلے بیان ہو چکا ہے (دیکھو لیکچر 3) اب ہم یہ دکھاتے ہیں کہ آریوں میں تین جماعتیں یا تین ذاتیں کیوں کر بنیں؟ یعنی برہمن۔ چھتری۔ ویشیہ اور چوتھی ذات یعنی شودر ہندوؤں کی جماعت میں کیوں کر داخل ہوے؟ یہ بیان مشہور مؤرخ پنڈت رومیش چندر دت صاحب کی انگریزی تاریخ اینشینٹ انڈیا (ہندوستان قدیم، دور دوم، زمانہ شجاعت، باب سوم صفحات 56-57) مفصل ملے گا جسکا خلاصہ نیچے درج کیا جاتا ہے۔

7. جب دسیو بالکل مغلوب ہوگیے توآریوں کے بڑے بہادر سور ماجو لڑائیوں میں نام پا چکے تھے راجہ بن گیے اور شمالی ہند میں آریوں کا راج ہو گیا اسی زمانے میں راجاؤں کو لمبے چوڑے یگیہ کرنے کا شوق پیدا ہوا اور مذہبی رسموں میں بال کی کھال نکلنے لگی ادھر یگیہ کی دھوم دھام ادھر پوجا پاٹ کا انتظام۔ راجاؤں کو ان کاموں کی فرصت نہیں مل سکتی تھی اسکے لیے ایسے لائق اور ہوشیار آدمیوں کی ضرورت تھی جو مذہبی کاموں میں اپنا پورا وقت دے سکیں جس کے بغیر پوجا پاٹھ کا کام چل نہیں سکتا تھا۔ اسی سبب سے آریوں کی ایک الگ جماعت پیدا ہو گئی جسکا یہی ایک کام مقرر ہو گیا کہ مذہبی رسموں کو باقاعدہ پورا کرے یہ لوگ پروہت یعنی پیشوائے دین ہوے اور انکی ایک الگ ذات بن گئی اور پھر یہی لوگ برہمن کہلاے اور ان کی ذات سب سے اونچی سمجھی گئی۔

8. ویدوں کے ابتدائی زمانے میں سوداس جیسے بڑے بڑے راجہ بھی جو اپنے اپنے جتھوں کے سردار تھے ان میں اور دوسرے لوگوں میں کوئی فرق نہ تھا کیا چھوٹے کیا بڑے سب ہی کھیتی باڑی کرتے اور مویشی پالتے تھے مگر آہستہ آہستہ راجہ لوگ بڑی بڑی ریاستوں کے مالک بن گیے اور بے کھٹکے راج کرنے لگے اور جب ان کے سب دشمن مغلوب ہوگیے توان میں پہلی سی سادگی نہ رہی محلوں میں عیش کے سامان اور درباروں میں شاہی ٹھاٹ نظر آنے لگے اب وہ کھیتی باڑی کیوں کرتے؟ اب توراج کرنا اور ملک کی حفاظت ہی ان کا کام ہو گیا ہے۔ اور یوں آریوں میں یہ دوسری ذات پیدا ہوئ یہی لوگ راجینہ (یعنی راجہ) اور کشتری یا چھتری (یعنی سپاہی) کہلاے اور برہمنوں کے بعد ان کی ذات سب سے اونچی مانی گئی۔

9. جب برہمن اور چھتریوں کے کام جدا جدا مقرر ہوگیے تو باقی لوگوں کو وہی کام کرنا پڑا۔ جس کو پہلے سب آریہ کرتے تھے یعنی مویشی پالنا اور کھیتی باڑی کرنا۔۔۔۔ دین اور بیچ بیوپار کا کام بھی ان ہی لوگوں نے سنبھالا یہ لوگ ویشیہ کہلاے اور اس طرح آریوں کی یہ تیسری جماعت قائم ہوئی۔

10. اس بیان سے معلوم ہوا کہ برہمن چھتری ویشیہ آریوں کی نسل سے ہیں مگر ان کے سوا جو لوگ ہندوؤں میں ملے ہوے ہیں یا ہندو کہلاتے ہیں وہ آریہ نہیں ہیں بلکہ ان ہی اصلی باشندوں کی اولاد ہیں جو مغلوب ہو کر آریوں کے

ملک میں آباد ہو گیے اور دسیو یا داس کہلاے بعد میں ان لوگوں کا نام شودر رکھا گیا اور وہ چوتھی ذات میں داخل کر لیے گیے جو سب سے نیچی اور گھٹیا ذات مانی جاتی ہے۔

11. فتح مند آریوں نے شودروں کو ہندوؤں کی جماعت میں براے نام شامل تو کیا مگر ان کو آریہ جاتی کا کوئی حق نہیں دیا نہ علم پڑھایا اور نہ دھرم سکھایا بس ان کو یہی ایک دھرم بتا دیا کہ آریوں کی خدمت کر کے ٹکڑا کھالیں اور ان کے پھٹے پرانے کپڑے پہن لیں اور ان کے لیے سخت قانون بناے گیے کہ کسی غالب قوم نے مغلوب قوم کے لیے کبھی نہ بناے ہوں گے یہاں تک کہ اگر وید کا کوئی لفظ سن پائیں تو سخت سزا دی جاے (دیکھو منوجی کا قانون جس کو منو سمرتی یا دھرم شاشتر کہتے ہیں) جو سلوک ہزاروں برسوں تک ان کے ساتھ ہوتا رہا ہے اس کا اثر اب بھی نظر آتا ہے ہاں آریوں کا اتنا احسان ضرور ہے

کہ جن لوگوں نے غلامی قبول کر لی تھی ان کی جان بچائی گئی اور یہی سبب ہے کہ اس وقت شودر کروڑوں کی تعداد میں پاے جاتے ہیں ایک غیر جنس اور اجنبی قوم کے ساتھ جو بے دین اور کمین سمجھی جاتی تھی دیندار اور شریف آریوں نے اس سے زیادہ سلوک کرنا گوارہ نہیں کیا۔

خلاصہ

اس لیکچر کا خلاصہ یہ ہے:-

1. ویدوں کے زمانے میں آریوں آریوں میں بھی لڑائی چھڑ جاتی تھی راجہ سوداس اور اسکے مخالف دس راجاؤں کی لڑائی کا قصہ رگوید میں بیان کیا گیا ہے۔

2. برہمن چھتری ویشیہ یہ تینوں اونچی ذاتیں آریوں کی نسل سے ہیں۔ مگر چوتھی ذات یعنی شودر ہندوستان کے اصلی باشندوں کی اولاد ہیں۔

3. آریوں نے شودروں کو غلام بنا کر بہت ذلیل حالت میں رکھا اور ان کو آریہ سوسائٹی کا کوئی حق نہیں دیا۔

چوتھا لیکچر تمام شد۔

پانچواں لیکچر: ویداور چاروں ذاتیں

1۔ پچھلے لکچروں میں یہ بات صاف ہوچکی ہے کہ ہندوؤں میں اول اول ذات کافرق کچھ نہ تھا۔ پھر آریہ اور دسیو دو ذاتیں بن گئیں اسکے بعد آریوں کی تین جماعتیں ہوگئیں، یعنی چھتری برہمن اور ویشیہ اور دسیو شودر کہلانے لگے اور یوں ہندوؤں میں چار ذاتیں ہوگئیں یہ ذاتوں کا تاریخی بیان ہے اگلے لکچروں میں بتایا جاے گا کہ ذاتوں کی بابت ہندو شاستروں کی تعلیم کیا ہے؟

2. سب سے پہلے ویدوں کو لیجیے۔ رگوید کا ایک بھجن جس میں دنیا کی تمام چیزوں کی پیدائش کا بیان ہے اس میں چاروں ذاتوں کی پیدائش کا حال بھی لکھا ہے اور اس مطلب کو سوال و جواب کے طور پر بیان کیا ہے سوال یہ ہے؟
"جب انھوں نے پرش کے ٹکڑے کیے تو کتنے حصے کیے؟ اس کے منہ اس کے بازوؤں کو کیا کہتے ہیں؟ اس کی رانوں اور پاوں کو کیا کہتے ہیں؟ (رگوید منڈل 10 سکت 9 منتر 11)

اس سوال کا جواب اگلے منتر میں دیا گیا ہے کہ، برہمن اسکا منہ تھا، اس کے دونوں بازوؤں سے راجینہ (راجہ یا چھتری) بنایا گیا۔ اس کی رانیں ویشیہ ہوگیے اس کے پاؤں سے شودر پیدا ہوا(رگوید منڈل 10 سکت 90 منتر 12)

3۔ رگوید کے جس سکت کے یہ منتر ہیں وہ پوراسکت ایک آدھ لفظ کے ادل بدل اور تھوڑے سے فرق سے یجروید ، سام وید، اور اتھرووید میں بھی نقل کیا گیا ہے دیکھو۔

(1) یجروید ادھیاے 31 منتر 10، 11۔ (2) سام وید ادھیاے 13۔ (3) اتھروید کانڈ 19. سکت 6 منتر 65

اس سکت کو "پرش سکت" کہتے ہیں خلاصہ یہ ہے کہ ذاتوں کی پیدائش کی بابت چاروں وید ہم زبان ہیں اور سب کا یہی ایک بیان ہے کہ پرش (یعنی پرمیشور) کے منہ سے برہمن بازوؤں سے چھتری رانوں سے ویشیہ اور پاؤں سے شودر پیدا ہوے تمام ہندو اور سنسکرت کے بڑے بڑے عالم ان منتروں کا یہی ترجمہ کرتے چلے آے ہیں:-

4. وید منتروں میں ذات کا بیان پڑھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ وہ منتر پیچھے بناے گیے یا دکھاے گیے اور چاروں ذاتیں پہلے سے موجود تھیں جن کو رِشی لوگ جانتے پہچانتے تھے اور خوب سمجھتے تھے کہ برہمن جاتی کون سی ہے؟

اور چھتری جاتی کونسی ہے؟ ویشیہ کون ہیں؟ اور شودر کون ہیں؟ کیوں کہ منتروں کا مطلب تو اسی وقت سمجھ میں آسکتا تھا اور اسی وقت دوسروں کو سمجھایا جا سکتا تھا جب کہ چاروں ذاتیں آنکھوں کے سامنے موجود ہوں جن کو دیکھ کر رشیوں کے دل میں خود بخود یہ خیال پیدا ہویا پر میشور ان کو بتائے اور دوسروں کو سمجھائیں کہ یہ لوگ برہمن ہیں ان کی ذات سب سے اونچی ہے اور یہ ایشور کے منہ سے پیدا ہوئے ہیں وہ لوگ شودر ہیں ان کی ذات سب سے نیچی ہے اور وہ ایشور کے پاؤں سے پیدا ہوئے ہیں اور انکا یہی ایک کام ہے کہ اونچی ذاتوں کی خدمت کر کے ٹکڑا کھائیں۔ وغیرہ وغیرہ اگر برہمن۔ چھتری۔ ویشیہ اور شودر ویدک رشیوں کی آنکھوں کے سامنے موجود نہ ہوتے اور وہ ان کو پہلے سے اچھی طرح جانتے پہچانتے نہ ہوتے تو ایسے منتر ان کے لیے ایک پہیلی ہوتی جس کا بوجھنا ان کی طاقت سے باہر ہوتا اگر یہ کہا جائے (جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں) کہ پر میشور نے صرف منتروں کے الفاظ ہی بطور الہام رشیوں کے دل میں ڈال دیے تھے اور وہ ویدوں کی زبان سے بالکل ناواقف تھے تو یہ سوال پیدا ہو گا کہ ایسے لفظی الہام سے کیا فائدہ جس کا مطلب خود صاحب الہام کی سمجھ میں بھی نہ آسکے صرف الفاظ کا دل میں ڈال دینا اور معنی مطلب سے محروم رکھنا مقصد الہام کو پورا نہیں کر سکتا اس سے معلوم ہوا کہ یہ منتر اس وقت بنائے گیے تھے جبکہ چاروں ذاتیں بن چکی تھیں اس کے سوا وید منتروں میں صدہا قدرتی اور مصنوعی چیزوں کے نام آتے ہیں جس کا مطلب سمجھنے کے لیے اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ چیزیں دنیا میں پہلے سے موجود ہوں۔ اور ویدک رشیوں نے ان کو اچھی طرح دیکھا بھالا ہو اس لیے بعض لوگوں کا یہ خیال کہ وید قدیم ہیں اور ہمیشہ سے موجود چلے آتے ہیں۔ ٹھیک نہیں ہو سکتا نومبر 1924ء میں آریہ سماج لکھیم پور کے سالانہ جلسے پر ایک پنڈت صاحب کے مقابلے میں میری تقریر اسی مضمون پر ہوئی تھی جس کا خلاصہ اسی زمانہ میں اخبارات میں چھپ گیا تھا– (حاشیہ:-اب وہ پوری تقریر مع جوابی تقریرات اور سوالات وجوابات کے ایک رسالہ میں جس کا نام "تنقید قدامت "وید ہے شائع ہوئی ہے یہ رسالہ مدرسۃ الواعظین لکھنو سے مل سکتا ہے قیمت صرف ڈیڑھ آنہ ہے ۱۲منہ)

5. یوں تو رگوید کے بننے سے پہلے ہی ذاتوں کی بنیاد پڑ چکی تھی مگر چوتھے وید یعنی اتھر و وید کے بنتے بنتے (جو بہت مدت کے بعد بنا ہے) ذاتوں کا قانون خاصہ مکمل ہو گیا تھا اس وقت برہمنوں کی بڑائی کو سب نے مان لیا تھا ان کے حقوق پوری طرح محفوظ ہو چکے تھے اور ان کو گائے کا دان دینا بڑا دھرم سمجھا جاتا تھا۔ جیسا کہ اتھر و وید میں لکھا ہے۔

"گاے جب پہلے پہل پیدا ہوئی تو دیوتاؤں اور برہمنوں کے لیے پیدا ہوئی۔اس لیے پروہتوں کو گاے دینی چاہیے کہتے ہیں کہ یہ (گودان) اپنے دھن کی حفاظت ہے" (اتھروید۔کانڈ12-سکت4-منتر10)

6. یہ بات لوگوں کے دلوں میں اچھی طرح بٹھائی گئی تھی کہ اگر برہمن کسی گاے کو پسند کرے اور گاے کا مالک وہ گاے اس کے حوالے نہ کردے تو مالک کے مال اور اولاد کی خیر نہیں ہے جیسا کہ اسی وید میں لکھا ہے۔

"جس گاے کی خواہش برہمن نے کی ہو اگر کوئی اس کو اپنے پاس رہنے دے (برہمن کو نہ دے) تو وہ گاے اس شخص کو اولاد سے محروم اور مویشی سے محتاج کردے گی (یعنی اس کے بال بچے دھن دولت سب کچھ غارت ہو جاے گا)

(اتھروید کانڈ۔12-سکت4-منتر۔25)

7. جو شخص برہمن کی گاے چھین لے وہ بڑا گنہگار ہے اور اسی لیے حاکموں اور راجاؤں کو اس پاپ سے بہت ڈرایا ہے اور اس کا وبال ان لفظوں میں جتایا ہے۔

"جو چھتری برہمن کی گاے کو چھین لیتا ہے اور اس پر ظلم کرتا ہے اس کی شان و شوکت بہادری اور خوش قسمتی سب رخصت ہو جاتی ہے۔(اتھروید کانڈ12۔سکت5-منتر5)

8. برہمن کی گاے چھین لینے والے ظالم کی بربادی کے لیے رشیوں نے اگنی وغیرہ دیوتاؤں سے کیسے کیسے بددعائیں کی ہیں اور کیسا کیسا ان کو کوسا ہے کہ خدا کی پناہ! نمونے کے طور پر سات منتر ملاحظہ ہوں۔

1. "اس کے کندھوں اور سر کو کاٹ دے-

(تھروید۔کانڈ12-سکت۔5-منتر68)

2. اس کے سر کے بال نوچ لے اور اس کے بدن کے بال کھینچ لے-

(اتھروید۔کانڈ12-سکت۔5-منتر68)

3. اس کے رگ پٹھوں کو چیر دے۔اسکے بدن کا گوشت ٹکڑے ٹکڑے کر کے پھینک دے-

(اتھروید۔کانڈ12-سکت۔5-منتر69)

4. اس کی ہڈیوں کو اکٹھا کر کے کچل دے اور مار مار کر اس کا بھیجا نکال دے-

(اتھروید۔کانڈ12-سکت5-منتر70)

5. اس کے سب اعضاء اور بدن کے جوڑ بند جدا جدا کر دے۔(اتھرووید۔کانڈ12-سکت۔5-منتر71)

6. گوشت خو۔۔ اگنی (آگ کا دیوتا) روئے زمین سے اس کو نکال دے وایو۔(ہوا کا دیوتا) ہوا کے وسیع طبقے سے اس کو جلا دے۔منتر72

7. سوریہ (سورج کا دیوتا) اس کو آسمانی طبقے سے نکال دے اور جلا کر بھسم کر دے
(اتھرووید۔کانڈ12-سکت۔5-منتر73)

8. جب برہمن کی گاے کا چھین لینا ایسا پاپ ہے جس سے جان مال اور اولاد کی بربادی ہے تو اگر کوئی شخص اس گاے کو کاٹ کر کھا جاے تو کیا پاپ نہیں ہو گا؟ اسی لیے راجاؤں اور چھتریوں کو بہت ڈرایا اور دھمکایا جاتا تھا۔ کہ دیکھنا ایسا غضب نہ کرنا کہ کسی برہمن کی گاے کو کاٹ کر کھا جاؤ(اتھرووید کانڈ-5۔سکت-18)۔

اسی طرح برہمن پر ظلم کرنا اس کو لوٹنا کھسوٹنا یا اس کی ہتک کرنا بھی بہت بڑا پاپ ہے جس کا وبال اتھرووید میں مفصل لکھا ہوا ہے(اتھرووید کانڈ5۔سکت1)

10۔ اس وقت تک ویدوں کے حوالوں سے ہم نے یہ بتایا کہ چاروں ذاتیں آریوں کے ہندوستان میں آنے کے بہت بعد آہستہ آہستہ پیدا ہوئی ہیں۔ اور دنیا کے شروع میں موجود نہیں تھیں۔

اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بانی آریہ سماج کے خیالات بھی اس موقع پر بتاے جائیں تاکہ یہ مطلب اور بھی کھل جاے۔

11. سوامی دیانند جی نے 1874ء میں پونا میں ویدک دھرم (یا یوں کہنا چاہیے کہ اپنے خیالات اور عقائد) کی بابت پندرہ لیکچر دیے تھے جو اپدیش منجری کے نام سے ہندی اور اردو دونوں زبانوں میں چھپ چکے ہیں۔ اس وقت ان لیکچروں کا ہندی ایڈیشن میرے سامنے موجود ہے۔ چھٹے لیکچر میں دنیا کی پیدائش کا بیان کرتے ہوء سوامی جی یوں لکھتے ہیں۔

(تیتری اُپنشد کی عبارت لکھنے کے بعد) "آدی سرشٹی میں ایشور نے بہت سے منشیہ۔ پشو اور پکشی اُتپن کیے پرنتو ان میں اب جیسا گیان کے کارن بھید نہ تھا اور ان سبھوں کو کیول اہار وہار متھن اتنا ہی کیول ودت تھا اور ان ویشوں میں

بھی سب پرانی ایک ہی سے اور ایک رس تھے۔ سب شریر سب جیووں کے لیے ہیں ارتھات ایک ہی جیو کے لیے نہیں ہیں یہ سب جیو جنتو پر میشو سے اتپن ہوے۔

"٪(چھاندوگیہ اُپ نشد کی ایک عبارت نقل کرنے کے بعد) اس آدی سرشٹی میں سب منشیہ بال اوستھا میں تھے" نیتروں سے اپنا کام کریں ارتھات روپ کو دیکھیں۔ شروتروں سے اپنا کام کریں ارتھات شبد سنیں پاؤں سے اپنا کام کریں ۔ارتھات ادھر ادھر پھریں۔بس اس سے اور وشیش ویاپار آدی سرشٹی میں نہیں تھا ایسی دیو سبھا۔آدمی سرشٹی میں پانچ ورش چلتی رہی پھر پرماتما نے منشیوں کو وید گیان دیا" (بجر وید کا ایک منتر لکھنے کے بعد)

"اب وید گیان سے پاپ پن کا گیان ہوا اور ویسا ویسا آچرن بھید ہوتا گیا۔ پھر پرتیکش ہی ہے کہ پاپ پُن کی دیوستھا انوسار سہج ہی میں کار یہ اتپن ہونے لگے۔ مُنشیہ پاپ کے کارن پشو جنم کو گئے اور پاپ چھوٹنے پر بھی منشیہ جنم میں آے۔آدمی سرشٹی میں پشوؤں کو ایک دفعہ مُنشیہ جنم پراپت ہوا۔پھر تو آچار بھید کے انوکول پاپ پن انوسار وے بھی جنمانتر کے چکر میں آپھنسے "(اپدیش منجری چھٹا لیکچر صفحہ 62-63 ہندی ایڈیشن مطبوعہ انگلو اورینٹل پریس لکھنؤ 1911ء

12۔اس عبارت کا خلاصہ مطلب یہ ہے:-

"شروع دنیا میں جو انسان۔حیوان۔پرندے وغیرہ جاندار پیدا کیے گیے تھے۔ان کو کھانے پینے اور نسل بڑھانے کے سوا کسی بات کا علم نہ تھا اور اس بات میں سب جاندار یعنی انسان اور حیوان یکساں تھے اس وقت انسانوں کی حالت بچوں کی سی تھی دیکھنا۔سننا۔چلنا۔پھرنا بس یہی ان کا کام تھا پانچ برس تک سب کی یہی حالت رہی اس کے بعد پرماتما نے وید کا گیان دیا تب کہیں نیکی بدی کی پہچان ہوئی

پھر برے کاموں (یعنی اعمال بد) کی وجہ سے انسان حیوانوں کے جنم میں گیے پھر حیوانی قالبوں میں سزا بھگتنے کے بعد آدمی بن گیے شروع دنیا میں ایک دفعہ تو حیوانوں کو انسان کا جسم بھی مل گیا تھا اس کے بعد نیک وبد عمل کے موافق طرح طرح کے جنم کے چکر میں پھنس گیے"

13. اس قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شروع دنیا میں سب لوگ بے سمجھ بچوں بلکہ بے عقل جانوروں کے مانند تھے کسی کو نیکی بدی کی تمیز نہیں تھی۔حرام حلال سے بے خبر تھے نہ کوئی شریعت تھی نہ دین۔نہ قانون۔نہ آئین۔یہاں

سوامی جی نے اس بات کو مانا ہے۔ کہ اس زمانہ میں سب لوگ شودروں اور ملیچھوں سے بھی بدتر تھے۔ وید کا گیان بھی پرمیشور نے پانچ سال کے بعد دیا۔ اور وہ بھی صرف چار آدمیوں کو جیسا کہ سوامی جی نے ستیارتھ پرکاش وغیرہ میں لکھا گویا اس وقت سب لوگ وحشی اور جانور تھے

اسی حالت میں ان کو برہمن چھتری وغیرہ کی پدوی (ڈگری) حاصل کرتے کرتے کیا کچھ مدت لگی ہوگی اس قول سے بھی یہی نتیجہ نکلا کہ ذاتیں دنیا کی پیدائش سے بہت مدت کے بعد نہیں اور چاروں وید (جن میں ذاتوں کے نام اور ان کا ذکر ہے) ذاتوں کی پیدائش سے بھی بہت عرصے کے بعد بنائے گیے۔

1875.14ء میں سوامی جی نے

اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش کا پہلا ایڈیشن خود چھپوایا تھا جو آٹھ نو سال تک یعنی جب تک وہ زندہ رہے آریہ سماجی کا قانون اور دستور العمل رہا۔ اس کتاب کے نویں باب میں سوال وجواب کے ایک لمبے سلسلے میں انہوں نے اسی مطلب کو اس طرح لکھا ہے:-

آدی سرشٹی میں سب منش اتپن ہوے تھے۔ نہ کوئی راجہ، نہ کوئی پرجا، نہ مورکھ نہ پنڈت انیاوی بھید نہیں تھے اس سے آدی سرشٹی میں دوش نہیں آتا آدی سرشٹی میں سب استری اور پرشوں کی یو داوستھا ایشور نے رچی تھی۔ پھر وے اس سے اچھا برا نہیں جانتے تھے جہاں جس کا نیتر تھا اس کو ٹک ٹک دیکھتے تھے پرنتو یہ اچھی وابری (ہے) ایسے نہیں جانتے تھے کسی نے کچھ پتا وا پھول واگھاس سپرش کیا۔ اور جیبھ کے اوپر رکھا۔ تتھا دانتوں سے چبانے لگے اس میں سے کچھ بھیتر چلا گیا کچھ باہر گر پڑا۔ اس کو دیکھ کر دوسرا بھی ایسا کرنے لگا پھر کرتے کرتے ویوہار بڑھتا چلا گیا-

تتھا سنسکار بھی ہوتے چلے - ہوتے ہوتے میتھن اوک ویوہار بھی ہونے لگی سو پانچ برس تک اس میں کسی کو پاپ واپن نہیں لگتا تھا ویسے ہی آج کل بھی پانچ برس تک بالکوں کو پاپ پن نہیں لگتا ہے۔ پھر ویوہار کرتے کرتے اچھا برا بھی کچھ جاننے لگے پھر پرسپر اپدیش بھی کرنے لگے کہ یہ اچھا ہے یا برا ہے اور پرمیشور نے بھی اکت پرشوں کے دوارا وید ودیا کا پرکاش کیا وے وید دوارا منشیوں کو اپدیش بھی کرنے لگے کسی نے ان کے اپدیش کو سنا اور کسی نے نہ سنا سن کے بھی کسی نے وچارا اور کسی نے نہ وچارا پرنتو بہت منشیہ کچھ کچھ اچھا برا جاننے لگے اپنے اپنے استھان میں سب شریر اچھے

ہیں کوئی پدار تھ پر میشور نے برانہیں رچا۔ پرنتو ان کے پر سپر ملنے سے کہیں گن لگ جاتا ہے کہیں دوش ہوتا ہے۔ سو جس سے آوی سر شٹی بھی تھی اس میں منشیوں اور پشو آوکوں میں کچھ وشیش نہیں تھا وشیش تو پیچھے سے بھَیا ہے "×××" جیسا جو کرم کرے ویسا ہی جنم واسکھ وادکھ کو پراپت ہوے اور ایک ایک بار بنا سنسکار کے بھی منشیہ کا شریر ملے گا۔ کیوں کہ سب شریروں میں منشیہ کا شریر اُتم ہے اور منشیہ ہی کے شریر میں پاپ واپُن لگتا ہے۔ انہیں شریروں میں نہیں اور جو یہ منشیہ کا شریر ہے سب جیووں کے لیے ہے کیوں کہ سب کو پراپت ہوتا ہے۔"

(ستیار تھ پر کاش طبع اول 1875ء کا نواں سملاس۔ اردو ایڈیشن صفحہ 305-307۔ مطبوعہ لاہور۔ 1912ء)

15. جن باتوں کو سوامی دیانند اپدیش منجری میں لکھ چکے تھے ان ہی باتوں کو انہوں نے ستیار تھ پر کاش (طبع اول) میں دہرایا ہے اب ہم نمبر اور انکے خیالات پر ایک نظر ڈالتے ہیں پڑھنے والوں کی آسانی کے لیے ستیار تھ پر کاش کی عبارت پر بھی وہی نمبر ڈال دے گیے ہیں۔

1. شروع دنیا میں جو لوگ پیدا ہوے تھے اگر وہ بالکل جاہل تھے اور کوئی گیان یا علم ان کو نہیں دیا گیا تھا تو اشرف المخلوقات کو بے علم اور بے دین رکھنے میں کیا مصلحت تھی؟

2. اگر اس وقت کوئی راجہ نہ تھا اور نہ رعیت تو ظاہر ہے کہ برہمن چھتری وغیرہ قومیں بھی نہیں تھیں تو چاروں وید جن میں چاروں ذاتوں اور راجہ اور

رعیّت وغیرہ کا بیان بار بار آتا ہے انادی یعنی قدیم کیوں کر ہو سکتے ہیں؟

3. اگر اس زمانے کے آدمیوں میں آدمیت کی کوئی بات نہیں تھی اور سب کے سب وحشی جانوروں کے مانند تھے تو کیا مُلہمان وید یعنی چار

(حاشیہ:- سناتن دھرم ہی ہندوؤں کا یہ عقیدہ چلا آتا ہے کہ چاروں ویدوں کا الہام شروع میں برہما کو ہی ہوا تھا مگر بانی آریہ سماج نے ایک نیے خیال کی بنیاد ڈالی ہے وہ یہ کہ شروع میں چار رشی (جن کے نام اگنی۔ دایو وغیرہ تھے) پیدا ہوے تھے اور ہر ایک کو ایک وید دیا گیا تھا منشی اندر من صاحب مرادآبادی نے اس مضمون پر ایک رسالہ "وید اور پر کاش لکھا ہے جس میں ہندو شاستروں سے سناتن دھرمی عقیدے کو ثابت کیا ہے۔)

رشی جنکی بابت کہا جاتا ہے۔ کہ ان کو ایک ایک وید کا الہام کیا گیا تھا۔ وہ بھی جاہل اور وحشی پیدا ہوے تھے اور الہام کے بعد عالم اور گیانی بن گیے تھے؟

4. سوامی جی فرماتے ہیں کہ دنیا کی ابتدا میں ایسے وحشی آدمیوں کو جو جانوروں کے مانند ہوں پیدا کرنے سے کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ بہت بڑا نقص پیدا ہوتا ہے اور وہ یہ کہ پرمیشور نے اشرف المخلوقات انسان کو بے عقل اور بے دین بنا کر چھوڑ دیا اور ایک مدت اس کی ہدایت کا کوئی سامان نہیں کیا مگر قرآن مجید ہم کو یہ سکھاتا ہے کہ دنیا کا پہلا انسان نبی بھی تھا۔ اور خدا نے دنیا کو ایک منٹ کے لیے بھی بغیر ہادی اور رہبر کے نہیں چھوڑا

5. اگر اول اول سب مرد عورت جوان جوان پیدا ہوے تھے اور اچھا برا کچھ نہیں جانتے تھے اور ایشور نے ان کو کوئی ہدایت نہیں دی تھی تو کیا جوانوں کو قانون شریعت اور قانون اخلاق کی پابندی سے آزاد کر دینا خداوند کریم کی شان کے خلاف نہیں ہے ؟

6. اگر ابتدائی دنیا میں سب چیزوں کا علم لوگوں کو اپنے ہی تجربہ سے حاصل ہوا تھا اور الہامی تعلیم اس وقت تک نہیں دی گئی تھی تو کیا وجہ ہے کہ وہ لوگ زہریلی چیزیں کھا کھا کر مر نہیں گیے ؟

اور اگر اس وقت سب لوگ ایسے ہی بے عقل و بے تمیز تھے کہ جانوروں کی طرح جس چیز کو دیکھا اسی پر منہ ڈال دیا۔ گھاس پات وغیرہ کو دانتوں سے چبانے لگے

اس میں سے کچھ بھیتر چلا گیا اور کچھ باہر گر پڑا اس کو دیکھ کر دوسرا بھی ایسے ہیں کرنے لگا وغیرہ وغیرہ۔ تو معلوم ہوا کہ انسان کے سب سے پہلے استاد حیوانات ہیں۔ یہ سوامی جی کا خیال ہے جس کو انہوں نے اپنے نزدیک وید مقدس سے نکال کر لکھا ہے مگر قرآن مجید کی تعلیم یہ ہے کہ ہمارا معلم خداوند عالم ہے جس نے اول اول پیغمبروں کو علم عنایت فرمایا پھر پیغمبروں کے ذریعے سے سب لوگوں کو تعلیم دی

7. سوامی جی فرماتے ہیں کہ پانچ برس تک سب لوگوں کی حالت بچوں کی سی تھی اور اس زمانے میں جو کچھ اچھے یا برے کام انہوں نے کیے نہ ان پر کوئی جزا و سزا تھی۔ نہ ثواب نہ عذاب۔ ہم تو اب تک یہی سنتے چلے آے ہیں کہ صرف چھوٹے بچوں اور پاگلوں سے باز پرس نہیں ہوتی اور انکو مقدور سمجھ کر ان کی خطائیں معاف کی جاتی ہیں مگر آج سوامی جی کی زبانی یہ بات سننے میں آتی ہے کہ پرمیشور نے جوان جوان مردوں اور عورتوں کو پیدا کر کے پوری آزادی دے دی تھی۔ اور جوانوں کو طفل۔ نابالغ یا بے تمیز بچہ سمجھ کر آزاد چھوڑ دیا تھا۔

8. یہاں سوامی جی نے کئی باتیں بیان کی ہیں ایک یہ کہ بہت مدت کے تجربہ کے بعد آہستہ آہستہ لوگوں نے اچھے برے کاموں کو سمجھا اور پھر ایک دوسرے کو سمجھانے لگے دوسرے یہ کہ پر میشور نے بھی بعد میں رشیوں کو وید کا علم دیا اور انہوں نے بھی لوگوں کو سمجھانا شروع کیا اگر سچ مچ مدت کے تجربہ کے بعد لوگوں کو اچھی بری باتوں کا علم آپ سے آپ حاصل ہو چکا تھا تو ویدوں کے الہام سے کیا فائدہ ہوا؟ جب ضرورت تھی اور سخت ضرورت تھی یعنی شروع دنیا میں اس وقت تو پر میشور نے سب لوگوں کو آزاد کر کے چھوڑ دیا اور جب ہزاروں لاکھوں غلطیوں اور بے اعتدالیوں کے بعد ٹھوکریں کھا کھا کر ان کو عقل آئی اس وقت (مفت کرم داشتن) ویدوں کا علم عنایت فرمایا یہ کیا معاملہ ہے؟

9. سوامی جی کا یہ قول ٹھیک اور آب زر سے لکھنے کے قابل ہے کہ اپنی اپنی جگہ پر سب جسم اچھے ہیں اور پر میشور نے کوئی چیز بری نہیں بنائی جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے ہر چیز کو بڑی حکمت اور دانائی کے ساتھ بنایا ہے مگر اس قول سے آواگون کا مسئلہ باطل ہو جاتا ہے کیونکہ آواگون تو یہ بتاتا ہے کہ دنیا میں جو کچھ نظر آتا ہے وہ سب (معاذ اللہ) روحوں کے کرم کا پھل ہے خدا کا فضل و کرم نہیں ہے اور خدا نے اپنے ارادے اور حکمت سے کسی چیز کو نہیں بنایا۔ مثلاً گائے بھینس یا آلو گوبھی کی پیدائش میں پر میشور کی حکمت یا ارادے کا کوئی دخل نہیں ہے اور اس نے اپنی رحمت سے ان چیزوں کو انسان وغیرہ کے فائدہ کے لیے نہیں بنایا بلکہ گنہگار روحوں کو گناہوں کا تقاضہ یہی تھا کہ گائے بھینس آلو گوبھی وغیرہ تمام چیزیں اسی صورت سے بنائی جائیں اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر انسانی روحیں نیک بن جائیں اور گناہوں کو چھوڑ دیں تو دنیا برباد ہو جائے اور بھوکی مرجائے اور جس قدر زیادہ گناہوں کی ترقی ہوگی اسی قدر زیادہ کھانے پینے برتنے کا سامان پیدا ہو؟

(حاشیہ:-یہ مضمون میرے حصار کے لیکچر بسطاں۔۔۔نتائج میں مفصل بیان ہوا ہے جو کتاب تسخیر حصار میں چھپ چکا ہے)

10. اگر یہ بات صحیح ہے کہ جو جیسا کرم کرتا ہے اس کو ویسا ہی جنم ملتا ہے جس کی لمبی چوڑی فہرست منوسمرتی (ادھیائے 12 میں دی گئی ہے) تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی سرشٹی (یعنی پیدائش عالم کے دور) میں روحوں کے عمل اس قابل نہ ہوے کہ وہ کسی عورت یا گائے یا بھینس یا گھوڑے یا غلے یا ترکاری وغیرہ کے قالب میں ڈالی جائیں تو اس وقت دنیا کی پیدائش اور اس کے باقی رہنے کی کیا صورت ہوگی؟

11. اگر یہ قول درست ہے کہ ایک ایک بار بغیر عمل کے بھی روحوں کو انسانی جسم ملے گا تو سوال یہ ہے کہ دوبارہ ایسا کیوں نہیں ہو سکتا؟ جو کام پرمیشور نے ایک دفعہ کیا ہے اسی کام کو دوسری دفعہ کرنے میں کیا رکاوٹ ہے جنم سے کرم اور کرم سے جنم یعنی آواگون کے چکر کو ماننے کی کیا ضرورت ہے جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے ماننے سے بہت سی خرابیاں لازم آتی ہیں

(حاشیہ:-دیکھو ابطال التناسخ مصنفہ جناب مولوی محمد ہارون صاحب مرحوم جو مدرسۃ الواعظین سے مل سکتا ہے۔اور راقم کی کتاب تسخیر حصار ۱۲ منہ۔)

12. اگر انسان کا جنم سب روحوں کے لیے ہے اور سب کو ملتا ہے تو سوال یہ ہے کہ پانی کی ایک نہایت ہی ننھی سی بوند میں جو بیشمار جیو پائے جاتے ہیں (جیسا کہ خردبین کے ذریعے سے دیکھا جاتا ہے) ان جیوؤں کو انسانی قالب کیوں کر ملے گا اور انکی مکتی کے لیے کونسی صورت پیدا کی جائے گی کیا کوئی ایسی سرشٹی تجویز کی جا سکتی ہے جس میں جانوروں کے پینے کے لیے پانی نہ ہو یا پانی تو موجود ہو مگر اس میں جیو موجود نہ ہوں؟

16. اگر کسی صاحب کو یہ خیال ہو (جیسا کہ بعض لوگوں کو کہتے سنا ہے) کہ ستیارتھ پرکاش (طبع اول) منسوخ ہے۔غلط ہے۔غیر مستند ہے۔سوامی دیانند کی لکھی ہوئی نہیں ہے۔بلکہ دوسرے پنڈتوں کی لکھی ہوئی ہے۔اور سوامی جی کی زندگی ہی میں لوگوں نے اس میں گڑبڑ ڈال دی تھی اور سوامی جی کو پہلے ایڈیشن کو رد کر چکے ہیں "تو مہربانی کر کے میرا رسالہ "ویدمت اور قربانی کا دوسرا حصہ ایک نظر دیکھ جائیں۔پھر ان شاءاللہ کبھی بھول کر بھی ان کو یہ وہم نہ ہو گا۔

17. 1884ء میں سوامی جی کے دیہانت (انتقال) کے بعد ستیارتھ پرکاش کا دوسرا ایڈیشن نکالا گیا جس کی عبارت اور مطلب میں بہت کچھ اول بدل اور کانٹ چھانٹ کی گئی مگر اب بھی اس کے آٹھویں باب میں اس مطلب کا کچھ نہ کچھ پتہ چلتا ہے دیکھیے۔

(سوال) انسانوں کی ابتدائی پیدائش کس مقام پر ہوئی؟

(جواب) تری وشٹپ میں جس کو تبّت کہتے ہیں

(سوال) شروع دنیا میں ایک ذات یا بہت؟

(جواب) ایک انسان کی ذات تھی بعد ازاں شریروں کا نام آریہ۔عالم۔دیو اور ویدوں کا نام دسیو یعنی ڈاکو جاہل ہوے تھے۔آریہ اور دسیو دو نام ہوگیے آریوں میں مذکورہ بالا طور سے۔برہمن۔کشتری۔ویشیہ۔اور شودر چار تقسیم ہوئیں۔دُوج عالموں کا نام آریہ اور جاہلوں کا نام شودر اور اناریہ یعنی اناڑی ہوا (سوال) پھر وے یہاں کیسے آئے؟(جواب) آریہ اور دسیوؤں میں یعنی عالموں (دیو) اور اور جاہلوں (اُسر) کے درمیان ہمیشہ لڑائی بکھیڑا ہوتا رہا۔ جب بہت فساد ہونے لگا تب آریہ لوگ تمام کرۂ زمین میں اس قطعہ کو سب سے عمدہ جان کر یہاں آبسے اسی وجہ سے اس ملک کا نام آریہ ورت ہوا۔

(ستیارتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ۔آٹھواں سملاس (باب) صفحہ 295-296 مطبوعہ لاہور 1899ء)

18. اس عبارت میں دو باتیں خاص طور پر قابل غور ہیں ایک یہ کہ انسانوں کی ابتدائی پیدائش تِبّت میں ہوئی جسکو سنسکرت میں تری وشٹپ کہتے ہیں دوسرے یہ کہ شودر بھی آریہ ہی ہیں اور جاہل ہونے کی وجہ سے انکو "شودر" اور "اناریہ" (اناڑی) کہنے لگے مگر ہندوؤں کی تاریخ یا دھرم کی کتاب سے اس بات کا پتہ نہیں لگتا کہ انسانوں کی پیدائش اول اول تِبّت میں ہوئی اور یہ بات بھی آج تک کہیں دیکھی نہ سنی کہ سنسکرت میں تِبّت۔۔۔کو_تری وشٹپ" کہتے ہیں ہندو شاستروں میں اس بات کا کوئی ذکر نظر نہیں آتا اور وید بھی اس بیان پر کوئی روشنی نہیں ڈالتے۔اسی وجہ سے تِبّت میں انسانوں کی ابتدائی پیدائش کا ماننا اہل یورپ کی تائید ہے اور تِبّت کو "تری وشٹپ" بنا دینا سوامی جی کا ذاتی خیال معلوم ہوتا ہے رہی دوسری بات یعنی شودروں کا آریہ ہونا یہ بھی ٹھیک نہیں ہے۔یہ تو وہی دسیو ہیں جن سے آریہ سیکڑوں برس تک لڑتے رہے اور جن کو انہوں نے مغلوب کیا اور آخر غلام بنا کر چھوڑا۔(دیکھو لیکچر نمبر 3)

جاہل آریہ یا اناریوں یا اناڑیوں کو شودر کہنا بھی سوامی جی کا خیال ہی خیال ہے۔کسی مؤرخ نے ایسا نہیں لکھا۔آج لاکھوں جاہل آریہ سماجوں کے ممبر ہیں۔جو برہمن چھتری یا ویش کہلاتے ہیں اور آریہ سماجیں اپنے سوامی جی کے خیال کے موافق ایسے آریوں یا اناریوں یا اناڑیوں کو شودر کہنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

19. سوامی جی کی ان تینوں عبارتوں سے یہ چار باتیں نکلتی ہیں:-

1. شروع دنیا میں کوئی ذات نہیں تھی۔

2. چاروں ذاتیں بہت مدت کے بعد پیدا ہوئیں۔

3. ویدوں کا بھی اس زمانہ میں کہیں پتہ نہیں تھا۔

4. چونکہ چاروں ویدوں میں چاروں ذاتوں کا بیان موجود ہے اس لیے جن منتروں میں ذاتوں کا بیان نہیں (اتہاس) پایا جاتا ہے وہ منتر ذاتوں کی پیدائش کے بعد بنے ہیں اور شروع دنیا میں الہام کے طور پر نہیں دے گیے تھے

۔

خلاصہ

(1) برہمن پر میشور کے منھ سے۔ چھتری اس کے بازوں سے ویشیہ اس کی رانوں سے اور شودر اس کے پاؤں سے پیدا ہوے اور چاروں ویدوں میں یہی بات بتائی گئی ہے

(2) برہمنوں کی ذات سب سے اونچی ہے ان کو گاے کا دان ضرور دینا چاہیے جو شخص ان کی گاے کو چھین لے یا کاٹ کر کھا جاے یا ان پر کسی طرح کی سختی کرے اسکی جڑ بنیاد ماری جاتی ہے۔ اگنی۔ وایو۔ سوریہ وغیرہ دیوتا اس کا ستیاناس کر دیتے ہیں۔

(3) شروع دنیا میں چاروں ذاتیں نہیں تھیں بعد میں پیدا ہوئیں اور وید اس کے بعد بھی بنائے گیے یا رشیوں کو دکھاے گیے۔

پانچواں لیکچر تمام شد

چھٹا لیکچر: گیتا اور چاروں ذاتیں

1. شری کرشن جی مہاراج ہندوؤں میں بہت بڑے آدمی ہوئے ہیں ان کا درجہ بڑے بڑے رشیوں سے بھی بڑھا ہوا ہے کیوں کہ وہ پرمیشور کے اوتار مانے جاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے پرمیشور اس دنیا میں کرشن جی کی صورت میں آیا تھا۔ یا یوں سمجھیے کہ کرشن جی ظاہر میں انسان مگر حقیقت میں خدا تھے۔ یہ سناتن دھرمی پنڈتوں اور ہندوؤں کا عام خیال ہے مگر آریہ سماجی (یا دیانندی آریہ) اوتاروں کو نہیں مانتے۔ اس لیے وہ کرشن جی کو اوتار تو نہیں کہہ سکتے ہاں انکورشی۔ مہرشی۔ گیانی یوگی ضرور مانتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ کل ہندو (سناتن دھرمی ہوں یا آریہ سماجی) کرشن جی کی بزرگی اور پاکی اور ان کے علم اور کمال کو آج تک مانتے چلے آتے ہیں۔

2. کرشن جی کا ایک مشہور اپدیش یعنی لیکچر یا وعظ مہابھارت کی چھٹی جلد میں درج ہے اس جلد کا نام بھیشم پرب ہے یہ لیکچر مہابھارت کی لڑائی کے موقع پر دیا گیا تھا جس کو "بھگود گیتا یا کرشن گیتا" یا صرف گیتا بھی کہتے ہیں۔ چونکہ یہ اپدیش کرشن اوتار کی زبان سے نکلا ہے اس لیے الہامی کلام مانا جاتا ہے اور اس کا درجہ ویدوں سے کچھ کم نہیں ہے بلکہ ہندوؤں کا عام خیال تو یہ ہے کہ کرشن جی نے اس چھوٹے سے رسالہ میں ویدوں کا مطلب نہایت آسان اور سیدھے سادھے لفظوں میں درج کر دیا ہے گویا چاروں ویدوں کا عطر نکال کر رکھ دیا ہے اور دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔

3. آج کروڑوں ہندو کرشن جی مہاراج کو پرماتما کا اوتار مانتے ہیں آریہ سماجی کہتے ہیں کہ یہ ہندوؤں کا من گھڑت خیال ہے (حاشیہ مگر یہ بات نہیں ہے یہ تو کرشن مہاراج کی تعلیم ہے) اور انہوں نے خود ہی اپنی پیارے چیلے ارجن کو بتایا تھا کہ میں اوتار ہوں دیکھیے مہاراج ارجن کو کیا اپدیش دیتے ہیں۔

"یہ قدیم یوگ یعنی باطنی یا روحانی علم میں نے ہی دوسوت کو سکھایا تھا دوسوت نے منو کو سکھایا اور منو نے اکشوا کو بتایا" (گیتا ادھیائے 4-شلوک-1)

(2) یہ علم ایک سے دوسرے کو پہنچتا رہا۔ اور اس طرح راج رشیوں (بڑبڑے عالموں) نے اسکو پڑھا آخر ایک زمانہ ایسا آیا کہ یہ یوگ (کا علم) گم ہو گیا (گیتا ادھیائے 4-شلوک-2)

(3) یہ وہی یوگ ہے جو آج میں نے تجھ کو بتایا ہے کیونکہ میرا خادم (چیلا) اور میرا دوست ہے یہ علم اعلیٰ درجہ کا بھید ہے" (گیتا ادھیاے 4- شلوک -3)

(4) کرشن جی کا مطلب یہ ہے کہ جب میں شروع دنیا میں اوتار بن کر آیا تھا تو میں نے یوگ کا علم (جو چاروں ویدوں کی جان ہے) سب سے پہلے دوسوت کو سکھایا اس نے منو کو اور منو نے اکشوا کو بتایا اس کے بعد یہ علم سینہ بہ سینہ دوسرے رشیوں کو پہنچتا رہا آخر کار جب یہ علم گم ہوگیا اور دنیا میں کوئی اس کا جاننے والا نہ رہا تو کرشن جی کو ضرورت ہوئی کہ دنیا کی ہدایت کے لیے اوتار بن کر جنم لیں اور ویدوں کے گم شدہ خزانہ کو دنیا پر ظاہر کریں چنانچہ انہوں نے مدتوں کے بعد پھر یہ جنم لیا اور مہابھارت کی لڑائی کے موقع پر ارجن کو سب سے پہلے زیادہ لائق اور مستحق سمجھ کر یہ علم سکھایا یہ تو کرشن کا ارشاد ہے اور یہی ہندوؤں کا اعتقاد ہے، مگر سوامی دیانند کا خیال کچھ اور ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ شروع دنیا میں پرمیشور نے اگنی، وایو، آدتیہ، انگرہ ان چار رشیوں کو پیدا کرکے ہر ایک کو ایک ایک وید عنایت کیا تھا مگر ہندوؤں کی کسی تاریخ یا مذہبی کتاب سے ہم کو اتنا بھی پتہ نہیں لگا کہ ان ناموں کے انسان شروع دنیا میں ہوے ہوں یا کسی زمانہ میں موجود رہے ہوں ان کو پرمیشور کی طرف سے ویدوں کا بطور الہام دیا جانا تو الگ رہا۔ خیر اگر ہم فرض کرلیں کہ یہ فرضی انسان شروع دنیا میں موجود تھے اور پرمیشور نے اسی وقت ایک ایک ویدوں کو عنایت کیا تھا تو بھی سوامی جی کے خیال کے موافق یہ لوگ ویدوں کی زبان بالکل نہیں جانتے تھے اور پرمیشور نے صرف ویدوں کے الفاظ ہی ان کو سکھا دیے تھے منتروں کے معنی مطلب ان کی باریکیاں ان کے نکتے اس کے اشارے تو کہیں لاکھوں کروڑوں برسوں میں آہستہ آہستہ ہزاروں رشیوں کے دلوں میں الہام کے طور پر ڈالے گیے تھے

(حاشیہ:- میں نے اس مضمون کو اپنے رسالہ "شنہ شیپ کی کہانی" میں مفصل لکھ دیا ہے جس میں سوامی جی کے خیالات سے بھی بحث کی گئی ہے۔ یہ رسالہ مدرسہ الواعظین لکھنو سے مل سکتا ہے جسکی قیمت صرف ۳۰ آنہ ۱۲ منہ)

دیکھو ستیارتھ پرکاش کا مستند اردو ترجمہ۔ ساتواں سملاس۔ دفعہ 75- صفحہ 268 مطبوعہ لاہور 1899ء)

اب ہم نے دیکھ لیا کہ کرشن جی کے شاگردوں یعنی وَوسوت۔ منو۔ اکشواکو۔ ارجن وغیرہ کا گیانی اور یوگی یعنی ویدوں کا پورا عالم ہونا تو کرشن جی کے قول سے ظاہر ہے مگر سوامی دیانند جی کے ملہمان وید یعنی اگنی وایو وغیرہ خود سوامی جی کے خیال کے موافق ویدوں کے مطلب اور ان کی باریکیوں سے بالکل بے خبر تھے جب کرشن جی کے چیلے سوامی

جی کے فرضی ملہمان وید سے بڑھ کر عالم وفاضل تھے تو کرشن جی کے علم اور گیان کا کیا ٹھکانہ ہے جن کو کروڑوں ہندو خدا یا خدا کا اوتار مانتے ہیں۔

5.آگے چل کر کرشن جی مہاراج اپنے اوتار بن کر دنیا میں آنے اور بار بار جنم لینے کی ضرورت بتاتے ہیں اور ارجن سے یوں فرماتے ہیں۔

"جب کبھی دنیامیں دھرم کا زوال یا نقصان اور ادھرم یعنی بیدینی کی ترقی ہوتی ہے اس وقت جنم لے کر آتا ہوں میں اسی طرح بھلے آدمیوں کی حفاظت اور بدآدمیوں کی بربادی اور دھرم کو نیے سرے سے قائم کرنے کے لیے ہر ایک زمانے میں پیدا ہوتا ہوں (گیتا ادھیاے 4 شلوک 7)

فیضی جو اکبر بادشاہ کے دربار کا بڑا رکن اور سنسکرت زبان کا پورا عالم تھا اس نے کرشن گیتا کا ترجمہ فارسی نظم میں کیا ہے اور اس مطلب کو یوں ادا کیا ہے۔

چوں بنیاد دین سُست گردد بسے نمائیم خود را بشکل کسے
کہ حفظ ریاضت گزنیان کنیم
مراحات خلوت نشیناں کنیم
ہریزیم خون ستم پیشگاں
جہاں رانمائیم در الاماں
(گیتا ترجمہ فیضی صفحہ 17 مطبوعہ آریہ بکڈپو۔لاہور)

ان شعروں کا ترجمہ یہ ہے "کہ جب دین کی بنیاد بہت کمزور ہو جاتی ہے تو ہم کسی کی صورت میں اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں تاکہ عبادت کرنے والوں کی حفاظت کریں اور گوشہ نشینوں کی رعایت کریں ظالموں کا خون بہائیں اور دنیا کو امن کا گھر بنائیں۔ پہلے کرشن جی نے یہ فرمایا تھا کہ جب میں دنیا کے شروع میں جنم لے کر آیا تو میں نے ہی لوگوں کو یوگ ودیّا سکھائی اور اب فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ ایسا ہی کرتا ہوں اور نیکوں کی حفاظت اور بدوں کو غارت کرنے کے لیے برابر جنم لیتا رہتا ہوں۔

6. اسی گیتا کے گیارھویں ادھیاے میں کرشن جی کی خدائی کا عجیب کرشمہ نظر آتا ہے۔ ارجُن عرض کرتا ہے کہ مہاراج! آپ ایشور ہیں مجھے اپنی ایشوری صورت کی درشن کرا دیجیے۔ چنانچہ کرشن جی دنیا کی جاندار اور بے جان چیزیں انسان۔ حیوان۔ زمین۔ آسمان۔ وغیرہ کل مخلوقات اور تمام رشیوں اور دیوتاؤں کو اپنے جسم کے اندر دکھا دیتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں۔

"اے ارجُن! میں نے اپنی صورت تجھ ہی کو دکھائی ہے اور تیرے سوا میری اس صورت کو آج تک کسی نے نہیں دیکھا تھا" اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کرشن جی خدا ہیں اور تمام عالم ان کا جسم ہے۔ ویدوں کے پرش سکت میں جو تعلیم دی گئی تھی کہ عالم کی ہر ایک چیز پرش کے جسم سے پیدا ہوتی ہے وہ تو ایک دھندلا سا خاکہ تھا مگر کرشن جی نے آب و رنگ دے کر اور اس کے خط و خال کو نمایاں کر کے پوری تصویر بنا دی اور اپنی یوگ ودیّا کے بل سے اس تصویر کو مجسّم فوٹو بنا کر دکھا دیا گویا پرمیشور کا ساکار یعنی مجسم ہونا ارجن کو انکھوں سے دکھا کر اپنا اوتار ہونا بھی ثابت کر دکھایا۔

اس سے معلوم ہوا کرشن گیتا۔ مقدس ویدوں کی تعلیم کا خلاصہ ہی نہیں بلکہ انکی عملی تفسیر بھی ہے اور پرانے ہندو اسی بات کو مانتے چلے آتے ہیں۔ یہ وہ عقیدہ ہے جس سے کسی شخص کو جو وید وغیرہ شاستروں کے ماننے کا دعوی کرتا ہو۔ انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

7. پانچویں لیکچر میں ویدوں سے ذاتوں کی پیدائش کا حال بیان کیا گیا تھا اب ہم یہ دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ کرشن جی نے اس مضمون کی بابت کیا کہا ہے گیتا کی اسی چوتھے ادھیاے میں جہاں مہاراج نے اپنے اوتار ہونے کا دعویٰ کیا ہے وہاں یہ بھی فرماتے ہیں۔

"چاروں ذاتوں کو ان کے گن اور کرم (صفات اور اعمال) کی مناسبت سے میں نے پیدا کیا ہے (اے ارجن) سمجھ لے کہ میں ہی انکا پیدا کرنے والا ہوں اگرچہ میں کرم (کام) نہیں کرتا اور میرے لیے فنا (موت یا زوال) نہیں ہے۔
(گیتا ادھیاے 4-اشلوک 41-)

8. جب کرشن جی کو خدا مان لیا گیا تو چاروں ذاتوں کا پیدا کرنے والا اور ان کے نام اور جدا جدا کام مقرر کرنے والا بھی اسی بزرگ کو ماننا پڑے گا اس بارے میں بھی کرشن مہاراج کا قول موجود ہے آپ فرماتے ہیں۔

(1) برہمنوں۔کشتریوں (چھتریوں) ویشیوں اور شودروں کے کام ان کے طبعی اوصاف (گنوان) کے بموجب میں نے مقرر کیے ہیں" (گیتا۔ادھیاے۔18۔شلوک 41-)

(2) دھیماپن، طبیعت پر قابو رکھنا، تپسیا (مذہبی ریاضت) صفائی، صبر، رستی، ویدوں کا علم اور دینداری، برہمنوں کے قدرتی فرائض ہیں (گیتا۔ادھیاے۔18۔شلوک 42-)

(3) بہادری، شان و شوکت، ہمت

لڑائی میں پیٹھ نہ دکھانا، دادودہش (دان دینا) امیرانہ چلن چھتری کے قدرتی فرائض ہیں۔

(گیتا۔ادھیاے۔18۔شلوک 43-)

(4) کھیتی باڑی، مویشی پالنا، سوداگری ویشیہ کے قدرتی فرائض ہیں شودر کا قدرتی فرض سیوا (خدمتگاری) ہے"

(گیتا۔ادھیاے۔18۔شلوک 44-)

(9) آگے چل کر اسی ادھیاے میں

کرشن جی یہ بھی ہدایت فرماتے ہیں کہ چاروں ذاتوں کو اپنے اپنے دھرم پر چلنا لازم ہے کوئی اپنے دھرم کو چھوڑ کر دوسرے کے دھرم کو کبھی اختیار نہ کرے اور اس مطلب کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

(1) "جو شخص اپنی قسمت اور دھرم پر قناعت کرے اور دوسروں کے دھرم سے الگ رہے وہ کمال کو پہنچتا ہے سنو (میں بتاؤں) کمال کیوں کر حاصل ہوتا ہے۔(گیتا۔ادھیاے۔18۔شلوک 45)

2. اپنا کام چاہے ناقص اور ادھورا ہو دوسری ذات کے کام سے جس کو ہم اچھی طرح پورا کر سکتے ہیں۔ بہتر ہے جو شخص قدرت کے مقرر کیے ہوے کام کو انجام دیتا ہے وہ پاپ کا بھاگی (گنہگار) نہیں ہوتا"۔(گیتا۔ادھیاے۔18۔شلوک 47)

(3) کسی کو اپنا قدرتی کام چھوڑنا نہیں چاہیے خواہ وہ کام برا ہی ہو کیوں کہ ہر کام برائی سے گھرا ہوا ہے جیسے آگ دھوئیں سے "(گیتا۔ادھیاے۔18۔شلوک 48)

10. "کرشن جی اپنے قول کی دلیل بھی پیش کرتے ہیں کہ میں خود بھی اپنے دھرم کی پابندی کرتا ہوں اگر ایسا نہ کیا جاے تو دنیا کا انتظام بگڑ جاے چنانچہ مہاراج فرماتے ہیں۔

"اگر میں ہوشیاری سے اپنے فرائض کا خیال نہ رکھوں تو فوراسب لوگ میری پیروی کریں گے (یعنی اپنا اپنا دھرم چھوڑ بیٹھیں گے۔ (گیتا۔ ادھیاے 3 شلوک۔ 23)

2. اگر میں اپنا کام نہ کروں تو یہ سب عالم برباد ہو جائیں گے اور ذاتوں میں گڑبڑ ڈالنے کا سبب میں ہو جاؤں گا" (گیتا۔ ادھیاے۔ 18۔ شلوک 44)

11. ذاتوں کی بابت جو کچھ اوپر بیان گیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ (1) برہمن۔ چھتری۔ ویشیہ اور شودر ان چاروں ذاتوں کو کرشن جی مہاراج نے بنایا ہے کیونکہ وہ خود پر میشور 18اسکے اوتار ہیں۔

(2) کرشن مہاراج نے ہر ایک ذات کے کام جدا جدا مقرر کر دیے ہیں۔

(3) ایک ذات کو دوسری ذات کا کام ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔

(4) اپنے کام کو خواہ وہ کیسا ہی برا ہو چھوڑنا نہیں چاہیے اور دوسری ذات کا کام کیسا ہی اچھا ہو اور ہم اس کو پورا کرنے کی پوری لیاقت بھی رکھتے ہوں پھر بھی اس کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے

(5) کرشن جی خود اپنی مثال دے کر سمجھاتے ہیں کہ میں ذاتوں کے انتظام کی پابندی کرتا ہوں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر چہ میں پر میشور ہوں مگر اس وقت تو میں نے چھتریوں کے خاندان میں جنم لیا ہے اور اسی لیے چھتریوں کے دھرم کے مطابق کوروؤں سے لڑنے اور ان کو نشٹ (برباد اور ستیاناس) کرنے کے لیے کیسا آمادہ اور تیار ہوں اگر میں اپنے اس دھرم کو چھوڑ دوں تو سب لوگ اپنا اپنا دھرم چھوڑ بیٹھیں گے۔ برہمن ویدوں سے منہ موڑ لیں گے چھتری تلوار سے ہاتھ کھینچ لیں گے ویشیہ پنج بیوپار سے

اپنا قدم نکال لیں گے اور شودر تینوں ذاتوں کی خدمت چھوڑ چھوڑ بیٹھیں گے۔

(6). اگر سوسائٹی نے اس خدائی قانون کو توڑا اور اپنے دھرم سے منہ موڑا تو انتظام کی بنیاد ہل جاے گی تمدن کی عمارت بیٹھ جاے گی اور دنیا میں ایک آفت برپا ہو جاے گی۔

12. ذاتوں کے اسی دھرم اور قانون کی پابندی کرانے کے لیے کرشن جی نے پانڈوؤں کو کوروؤں سے لڑوایا اور جن کو جو اپنی نرم دلی اور رحم دلی (یا کرشن جی کے قول کے موافق اپنی کمزوری اور بزدلی) کی وجہ سے لڑائی سے منہ موڑنا

اور اپنے بزرگوں اور رشتے داروں اور استادوں کے مقابلے میں تلوار اٹھانا نہیں چاہتا تھا اور ان کے قتل سے ہاتھ کھینچنا چاہتا تھا۔ میدان جنگ سے ٹھہرنے نہیں دیا اس لڑائی کا تو پورا قصہ مہابھارت میں لکھا ہوا ہے مگر اس کا تھوڑا سا حال بیان کیا جاتا ہے۔

"جب پانڈوؤں اور کوروؤں کی فوجیں میدان جنگ میں صف باندھ کر آمنے سامنے کھڑی ہو گئیں تو ارجن کا دل بھر آیا اور اس نے کرشن جی سے کہا" کہ مہاراج! کوروجن سے آپ مجھے لڑواتے ہیں میرے رشتہ دار ہی تو ہیں کہ ان کو قتل اور برباد کرنے سے مجھے کیا خاک سکھ ملے گا میں تو ایسی فتح نہیں چاہتا مخالف فوج میں میرے گُرو یعنی استاد بھی ہیں۔

باپ، بیٹے، دادا، نانا، ماموں، سسر، پوتے، دوتے (نواسے) سالے، بہنوئی اور دوسرے رشتہ دار بھی ہیں۔ میں تو ان کو قتل نہیں کروں گا۔ چاہے وہ مجھے قتل کر ڈالیں۔ اس دنیا کی حکومت کا تو ذکر ہی کیا اگر ترلوک (تینوں جہانوں) کی حکومت مل جائے تو بھی ایسے قریبی رشتے داروں کو قتل کر کے گنہگار نہیں ہوں گا (دیکھو گیتا پہلا ادھیائے)

13. اس باب میں ارجن اور شری کرشن جی کی بہت گفتگو ہوئی ہے جو گیتا کے دوسرے ادھیائے میں پوری لکھی ہوئی ہے جسکا خلاصہ یہ ہے "جب کرشن جی نے دیکھا کہ ارجن کو رحم آگیا اس کی آنکھیں آنسوؤں سے اور دل رنج و غم سے بھر گیا انہوں نے فرمایا اے ارجن! یہ کمزوری تجھ کو سورگ سے محروم کر کے ذلیل کرے گی۔ یہ بوداپن تیرے لیے مناسب نہیں اس دل کی کمزوری کو دور کر اور لڑائی کے لیے اٹھ کھڑا ہو۔ ارجن جواب دیتا ہے مہاراج میں بھیشم اور درون آچاریہ جیسے بزرگوں پر کیوں کر تیر چلاؤں جو سب سے زیادہ ادب اور عزت کے لائق ہیں؟ مجھے بھیک مانگنا قبول مگر اپنے قابل ادب گروؤں اور استادوں کا قاتل بننا منظور نہیں کرشن جی میں آپ کا چیلا ہوں آپ ہی فرمائیں کہ اس موقع پر میرا فرض کیا ہے؟۔ مجھ کو کیا کرنا چاہیے؟ کیونکہ اس وقت میرے دھرم نے میری عقل کو چکر میں ڈال رکھا ہے" (دیکھو گیتا دوسرا ادھیائے)

14. یہ سن کر کرشن جی مسکرائے اور میدان جنگ میں دونوں فوجوں کے بیچ میں کھڑے ہو کر ارجن کو ایک لمبا چوڑا وعظ سنانے لگے جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے عقل مند لوگ نہ مُردوں کے لیے رنج و غم کرتے ہیں اور نہ زندوں

کے لیے جس طرح کوئی کپڑے اتار کر نیے پہن لیتا ہے اسی طرح انسانوں کی روح اپنے پرانے جسموں کو چھوڑ کر نیے جسموں میں داخل ہوتی ہے۔روح کو ہتھیار نہیں کاٹ سکتا۔آگ جلا نہیں سکتی پانی خراب نہیں کر سکتا ہوا سکھا نہیں سکتی اس کے ٹکڑے نہیں ہوسکتے۔وہ بھسم نہیں ہوسکتی۔بگڑ نہیں سکتی جس نے جنم لیا ہے وہ ضرور مرے گا اور جو مرتا ہے وہ ضرور جنم لے گا پس جو چیز اٹل ہے (یعنی پیدائش اور موت کا چکر) اس پر تجھ کو رنج وغم نہیں کرنا چاہیے کچھ لوگ روح کو عجیب سمجھتے ہیں اور کچھ تعجب سے اسکا ذکر کرتے اور سنتے ہیں۔مگر کوئی اس کی حقیقت کو نہیں جانتا چھتری کے لیے دھرم کی لڑائی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہے خوش نصیب ہیں وہ چھتری جن کو ایسی دھرم کی لڑائی پیش آے اور جو سورگ کا کھلا دروازہ ہے ارجن اگر تو چھتریوں کے دھرم کو پورا نہیں کرے گا اور میدان میں نہیں لڑے گا تو تیرا دھرم چھوٹ جاے گا۔

تیری عزت خاک میں مل جاے گی تو گنہگار ہو جاء گا ہمیشہ کے لیے ذلیل ہو جاے گا اور ایک اونچی ذات والے (مرد شریف) کے لیے ذلت (کی زندگی) موت سے بدتر ہے فوجوں کے جرنیل کہیں گے تو ڈر کے مارے بھاگ گیا اگر تو لڑائی میں مارا گیا تجھ کو سورگ ملے گی اور اگر تو جیت گیا تو دنیا کی سلطنت ہاتھ آے گی۔"

"اے کنتی کے بیٹے! (ارجن کی ماں کا نام کنتی ہے) اٹھ کھڑا ہو اور لڑائی کی ٹھان لے۔دکھ سکھ، نفع نقصان، اور ہار جیت کو یکساں سمجھ کر لڑائی کی تیاری کر تو اس لڑائی سے گنہگار نہیں ہو گا۔" (دیکھو گیتا دوسرا ادھیاے)

15. اس عجیب وغریب وعظ کی فصاحت اور خوبی کا پورا لطف تو اسی وقت حاصل ہو سکتا ہے جبکہ اصل زبان یعنی سنسکرت میں اس کا مطالعہ کیا جاے مگر اس کا مختصر سا خلاصہ جو اردو میں پیش کیا گیا ہے اس سے بھی اس زور اور جوش کا پتہ چلتا ہے جو اس میں کوٹ کوٹ کر بھرا گیا ہے بہر حال پر اثر وعظ میں چند باتیں قابل غور ہیں۔

(ا) جس دلیل سے کرشن جی مہاراج نے ارجن کو لڑائی کے لیے ابھار کر کوروؤں کی بربادی اور قتل اور خونریزی پر آمادہ کیا تھا وہ دلیل کسی مذہبی یا ملکی عدالت میں کام نہیں دے سکتی۔اگر کوئی خونی کسی جج کے سامنے صفائی پیش کرتے وقت۔۔۔یوں کہے کہ جج صاحب! میں نے ہزاروں خون کیے مگر کوئی قصور اور گناہ نہیں کیا۔میں نے تو مقتولوں پر الٹا احسان کیا کہ انکے پرانے کپڑے اتار کر انکو نیے کپڑے پہناے" تو جج اس کے عذر کو کبھی نہیں سنے گا بلکہ اس کی دلیل کو

الٹ کرر کھ سکتا ہے کہ بہت اچھا آج تک تم نے دوسروں کے پرانے کپڑے اتار کر ان کو نیے کپڑے پہنائے۔ آج میں وہی سلوک تمہارے ساتھ کرتا ہوں اور تمہارا پرانا لباس اتار کر نیا لباس پہناتا ہوں۔ (2) روح کی بابت مہاراج کا یہ فرمانا کہ کوئی اس کی حقیقت نہیں جانتا ٹھیک ہے مگر ایک روح کا کیا ذکر ہے دنیا کے تمام عالم برابر یہی کہتے چلے آتے ہیں کہ دنیا کی ادنی سی ادنی چیز کی اصل حقیقت کو بھی آج تک انسان نے نہیں سمجھا۔ وہ تو صرف اسی قدر سمجھ سکتا ہے جس قدر خداوند تعالیٰ نے بتادیا ہے۔

(3) یہ جو کرشن جی نے فرمایا ہے کہ روح کو ہتھیار نہیں کاٹ سکتا۔ آگ جلا نہیں سکتی۔ پانی خراب نہیں کر سکتا وغیرہ یہ روح کی چند صفتیں ہیں روح کی تعریف نہیں ہے کیونکہ یہ صفتیں خلاا نیتھر۔ تجلی وغیرہ میں بھی پائی جاتی ہیں اور ہتھیار آگ پانی وغیرہ ان چیزوں پر بھی کوئی اثر نہیں کر سکتی۔

16۔ آخر ارجن کو کرشن اوتار کے حکم سے انکار بن نہ آیا اور اس کو مجبوراً ان کے حکم کے آگے سر جھکانا پڑا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کروکشیتر یعنی تھانیسر کے میدان میں پانڈوؤں اور کوروؤں کی ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ خون کے دریا بہہ گیے اور فریقین کا بہت بڑا نقصان ہوا پانڈو جیتے اور کورو ہارے ہندوؤں کا خیال یہ ہے کہ ایسی لڑائی دنیا میں کبھی نہیں ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ اس جنگ میں دس کھرب چھیاسٹھ کروڑ تین ہزار آدمی قتل ہوئے اور صرف بیس ہزار ایک سو پینسٹھ آدمی بچے تھے اس کا حساب پھیلایا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ دس کروڑ آدمی پیچھے دو آدمی لڑائی سے زندہ واپس آئے! یہ گنتی ارجن کے بڑے بھائی یدھشٹر نے بتائی تھی جو خود بھی جنگ میں شامل تھا

(دیکھو مہابھارت کی گیارہویں جلد جس کا نام ستری پرب ہے)

17. جنگ مہابھارت ایک ملکی لڑائی تھی کیوں کہ پانڈوؤں اور کوروؤں میں ہستناپور کی سلطنت کی بابت جھگڑا تھا۔ کرشن جی کے نزدیک یہ لڑائی نہایت ضروری تھی اگرچہ دین اور مذہب سے اسکا کوئی تعلق نہیں تھا اب ان لڑائیوں پر ایک نظر ڈالیے جو پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) کے زمانے میں اس وقت پیش آئی تھیں جبکہ مسلمانوں کو صرف اس لیے ستایا جاتا تھا کہ انہوں نے دین اسلام کیوں اختیار کیا آخر تیرہ 13 سال تک طرح طرح کی تکلیفیں اور مصیبتیں اٹھانے

کے بعد تلوار کے مقابلہ میں تلوار اٹھانی پڑی تاکہ اسلام کی حفاظت کی جاے ضعیف مردوں،کمزور عورتوں اور ننھے بچوں کو ظالموں کے ظلم سے بچایا جاے فتنہ وفساد کو دور کرکے ملک، میں امن قائم کیا جاے

(حاشیہ:-اس مسئلہ پر کتاب تحقیق الجہاد میں مفصل بحث کی گئی ہے،وہ کل غلط فہمیوں کو دور کرکے حقیقت جہاد کو واضح کر دیا ہے)

ان لڑائیوں کو مہابھارت کی لڑائی سے کوئی نسبت نہیں دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

خلاصہ

اس لیکچر کا خلاصہ یہ ہے:-

(1)کرشن جی بقول خود اوتار اور چاروں ذاتوں کے خالق ہیں

(2)ہر ایک ذات کو اپنا کام کرنا چاہیے دوسری ذات کے کام میں دخل نہیں دینا چاہیے۔

(3)چھتریوں کا دھرم یہی ہے کہ دشمنوں سے لڑیں اور لڑائی میں پیٹھ نہ دکھائیں اسی سے ان کو سورگ ملتی ہے

(4)عقل مند کسی کی موت رنج اور افسوس نہیں کیا کرتے وہ تو کہیں نہ کہیں ضرور جنم لے گا یعنی پرانے کپڑے اتار کر نیے کپڑے پہن لے گا۔پھر یہ رنج اور افسوس کیسا؟

(5)روح کی حقیقت کوئی نہیں جانتا

(6)مہابھارت کی لڑائی جو کرشن جی کے حکم سے ہوئی تھی اس میں دس کھرب سے زیادہ آدمی قتل ہوے۔

چھٹا لیکچر تمام شد

ساتواں لیکچر: براہمن گرنتھ اور چاروں ذاتیں

1. ویدوں کی سب سے پرانی تفسیریں جو آج کل پائی جاتی ہیں ان کو "براہمن گرنتھ "اور صرف "براہمن "بھی کہتے ہیں ان تفسیروں میں ہر ایک منتر کی تشریح تو نہیں کی گئی مگر خاص خاص مشکلوں کا مطلب کھول دیا ہے اور اچھی طرح سمجھا دیا ہے کہ کون کون سے یگیہ کس کس وقت میں اور کس کس طریقے سے پورے کیے جائیں ہر قسم کے یگیہ کی بابت بہت مفصل ہدایتیں لکھی ہیں اور یہ بھی بتایا ہے کہ یگیہ کرتے وقت کون کون سے منتر کس کس موقع پر پڑھے جاتے ہیں اور جن منتروں میں کہانیوں کے اشارے پائے جاتے ہیں۔ان کی تشریح کرتے وقت ان کہانیوں کو بھی درج کر دیا ہے۔ دیوتاؤں۔ راجاؤں۔ رشیوں وغیرہ کے بہت سے قصے بھی لکھ دیے ہیں جن سے ویدوں کا مطلب سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

2. یوں تو ایک ایک وید کے کئی کئی براہمن ہیں اور براہمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر یہ چار براہمن بہت مشہور ہیں اور سب سے زیادہ قدیم اور معتبر مانے جاتے ہیں۔

(1) ایتریہ براہمن یہ رگوید کی تفسیر ہے۔

(2) شت پتھ براہمن یہ یجروید کی تفسیر ہے

(3) ٹانڈیہ براہمن (یا مہا براہمن) یہ سام وید کی تفسیر ہے

(4) گوپتھ براہمن یہ اتھروید کی تفسیر ہے۔ پرانے ہندو یعنی ساتن دھرمی تو ان تفسیروں کو بھی ویدوں کی طرح شرتی یعنی الہامی کلام مانتے چلے آتے ہیں مگر بانی آریہ سماج کا خیال کسی قدر مختلف ہے وہ ان کتابوں کو ویدوں کی سب سے پرانی اور معتبر تفسیریں تو مانتے ہیں مگر ان کو پرانے رشیوں کی بنائی ہوئی بتاتے ہیں اور الفاظ کو تو نہیں مگر ان کے مضمون کو الہامی مان چکے ہیں جیسا کہ میں نے اپنا رسالہ "شنہ شیپ" کی کہانی میں دکھایا ہے۔

3. ویدوں نے ذاتوں کی پیدائش کا حال ایسے صاف اور کھلے کھلے لفظوں میں بیان کر دیا کہ براہمن گرنتھوں نے اسکی تشریح کی ضرورت نہیں سمجھی۔ پھر بھی ان کتابوں میں ذاتوں کا بیان جگہ جگہ آتا ہے۔ نمونہ کے طور پر "ایتریہ

براہمن" اور "شت پتھ براہمن" کے چند مقاموں کا پتہ دیتا ہوں اور اس خیال سے کہ یہ لیکچر لمبا نہ ہو جائے ان کتابوں کی لمبی چوڑی عبارتیں درج نہیں کروں گا بلکہ انکا خلاصہ ترجمہ پیش کروں گا۔

ایتریہ براہمن کے چند حوالے

4. ایتریہ براہمن میں راجسویہ یگیہ کے بیان میں لکھا ہے کہ پرجاپتی نے دو قسم کے جاندار (انسان) پیدا کیے ہیں ایک وہ جو یگیہ پر چڑھا ہوا کھانا کھاتے ہیں دوسرے وہ جو نہیں کھاتے ہیں "اسکے بعد یہ فیصلہ کیا ہے اور صاف کہہ دیا ہے کہ یگیہ پر چڑھی ہوئی خوراک کے کھانے والے صرف برہمن ہیں۔ چھتری ویشیہ اور شودر اس کو نہیں کھا سکتے اس کے بعد یہ بھی لکھا ہے کہ اگر چھتری اپنے ہتھیار اتار کر رکھ دے اور برہمنوں کی سی صورت بنالے تو اس کو بھی یگیہ کا حصہ مل سکتا ہے (ایتریہ برہمن۔ پنچکا۔7۔ کنڈ کا 19 ڈاکٹر ہاگ دوسری جلد صفحہ 471-473۔ مطبوعہ بمبئی 1863ء)

اس سے معلوم ہوا کہ یگیہ پر چڑھے ہوے کھانے کا حقدار اصل میں برہمن کے سوا کوئی نہیں ہاں اگر چھتری برہمن کی سی صورت بنالے اور ہتھیار اتار الگ رکھ دے تو اس وقت اپنے حصہ کا کھانا کھا سکتا ہے کیوں کہ وہ برہمن کا بھیس بدل لینے سے تھوڑی دیر کے لیے برہمن بن جاتا ہے مگر ویشیہ اور شودر کے ساتھ اتنی بھی رعایت نہیں۔

5. آگے چل کر اسی یگیہ کے بیان میں یہ بتایا ہے کہ جو شخص یگیہ کرتا ہے اس کے نام کا حصہ ضرور نکالا جاتا ہے پھر ایک سوال اٹھایا ہے کہ آیا چھتری اپنی حصے کا کھانا خود کھلاء یا کھاے؟ اور جواب یہ دیا ہے کہ اگر وہ اس کو کھاے تو مہاپاپ کا بھاگی (بڑا گنہگار) ہوتا ہے اور آخری فیصلہ یہ کیا ہے کہ "وہ اپنا حصہ اس یگیہ کرنے والے پروہت کو دیدے جس کو برہما کہتے ہیں" (ایتریہ۔ براہمن۔ پنچکا 7۔ کنڈ کا 26۔ ترجمہ ڈاکٹر ہاگ دوسری جلد صفحہ 480-481 مطبوعہ بمبئی 1863ء)

اندر دیوتا کو گناہوں کی سزا ملی

6. سوم ایک قسم کی بیل ہے جس کو پرانے زمانے کے آریہ کچل کر عرق نکالتے تھے۔ ویدوں میں اس کے بڑے گن گاے گیے ہیں کہتے ہیں کہ پرانے زمانے میں جبکہ ویدوں کی ہدایتوں پر کل آریوں کا عمل تھا اس بیل کے عرق سے ہوم کیا جاتا تھا یعنی اس کو آگ میں ڈال کر اگنی وغیرہ دیوتاؤں کو چڑھاتے تھے اور آریہ لوگ خود بھی اس کو پیتے تھے۔

کہتے ہیں کہ اس عرق کے پینے سے کایا پلٹ جاتی تھی اور انسان نیے سرے سے جوان بن جاتا تھا مگر اب تو مدتیں ہو گئیں اور قرن گزر گیے کہ یہ بیل دنیا سے غائب ہو گئی اور سوم رس کا پینا اور اس کو یگیہ پر چڑھانا ناممکن ہو گیا ہے۔

7. ایتریہ براہمن میں لکھا ہے کہ چھتری ورت کے لوگوں کو سوم رس پینے کا حق نہیں ہے اس کی بابت ایک کہانی لکھی ہے جس کا مطلب یہ ہے۔" دیوتاؤں نے اندر دیوتا کو یگیہ کی خوراک کے حصے سے محروم کر دیا تھا کیونکہ اس نے کئی پاپ کیے تھے (1) اس نے توشتر (دیوتا) کے بیٹے وشوروپ کو حقیر اور ذلیل سمجھا تھا

(2) رتر (اسٹر) کو مار کر گرادیا تھا (یعنی قتل کر ڈالا تھا)

(3) جتی یعنی (نیک اور پارسا) لوگوں کو گیدڑوں یا بھیڑیوں کے آگے ڈال دیا تھا۔

(4) آروماگھ قوم کے لوگوں کو قتل کیا تھا

(5) برہسپتی دیوتا (یعنی اپنے گرو) کو دھمکایا تھا۔ دیوتاؤں نے اندر کو ان پاپوں کی یہ سزا دی کہ اس کو سوم رس کے حصّے سے (جو یگیہ میں اسکو ملا کرتا تھا) فورا محروم کر دیا۔ جب اندر اس طرح سوم رس کے پینے سے محروم ہو گیا تو تمام چھتری بھی اس کے پینے سے محروم ہو گیے (کیوں کہ اندر چھتریوں کا سردار ہے) جو چیز سردار کو نہیں مل سکتی وہ ان کو کیوں کر ملے؟ مگر بعد میں اندر توشتر کے پاس سے سوم کو چرا کر لے آیا۔ اس وقت سے اس کو سوم کا حصہ ملنے لگا مگر چھتری آج تک سوم رس سے محروم ہیں" (ایتریہ برہمن۔ پنچکا۔ 7۔ کنڈ کا 28۔ ترجمہ ڈاکٹر ہاگ دوسری جلد صفحہ 483-484 مطبوعہ بمبئی 1863ء)

دس حل طلب سوالات

8. یہاں کئی سوال پیدا ہوتے ہیں جنکا حل کرنا ضروری ہے۔

(1) اگر اندر دیوتا کو اس کے گناہوں کی وجہ سے یہ سزا ملی تھی کہ سوم کے حصے سے محروم کیا گیا۔ تو چھتریوں نے کیا گناہ کیا تھا کہ وہ بھی اس نعمت سے محروم کیے گیے۔

(2) مانا کہ اندر ان کا سردار ہے مگر سردار کے گناہوں کا وبال رعیت پر کیوں ڈالا گیا؟

(3) کیا چھتریوں نے کبھی اندر کا ساتھ دیا تھا یا اس کے گناہوں میں کوئی حصہ لیا تھا یا ان گناہوں کو پسند کیا تھا کہ وہ بھی سزا کے مستحق سمجھے گیے؟

(4) اندر کا سوم کو چرا کر لانا چھٹا گناہ تھا کیا اس گناہ کی ہی جزا تھی کہ اس کو سوم کا حقدار بنایا جاے؟

(5) کیا اندر نے اپنے گناہوں سے توبہ کی تھی یا افسوس ظاہر کیا تھا جو دیوتاؤں نے اس کو معاف کر دیا؟

(6) کیا دیوتا بغیر توبہ کے بھی رحم کھا کر گناہ بخش سکتے ہیں؟

اور کیا اسی رحم کی وجہ سے اندر کے سخت گناہ معاف ہو گیے؟

(7) جب اندر کے گناہ معاف کر دیے گیے تو چھتری جو اسی کے گناہ میں پکڑے گیے تھے ہمیشہ کے لیے سوم رس سے کیوں محروم کیے گیے؟

(8) کیا یہ انصاف ہے کہ حاکم یا راجہ کے گناہ تو معاف ہو جائیں اور محکوم یا رعیت بغیر گناہ کے ڈنڈ بھرے اور ہمیشہ کے لیے نقصان اٹھاے؟

(9) کیا اندر کو چھوڑ دینے کی یہ وجہ تو نہیں تھی کہ وہ سب سے زیادہ قوی ہے اور کل دیوتا بھی مل کر اس کو سزا نہیں دے سکتے تھے؟

(10) کیا اندر جس کے کارنامے اوپر بیان کیے گیے ہیں اس بات کا حقدار ہے کہ چھتریوں کا راجہ بنایا جاے اور اس کی پوجا کی جاے؟

9. اس کے بعد ایتریہ براہمن میں برہمن۔ ویشیہ اور شودر کے حصوں کی بابت یہ فیصلہ کیا ہے کہ سوم برہمنوں کا حصہ ہے۔ دہی ویشیوں کا اور پانی شودروں کا – یگیہ کرنے والے پروہتوں کو اختیار ہے کہ ان تینوں حصوں میں سے جونسا حصہ چاہیں گے لیں مگر چھتری یا راجہ کو ان میں سے کسی کے کھانے کی اجازت نہیں ہے اس کے بعد مفصل طور پر لکھا گیا ہے کہ اگر کوئی چھتری ایسا کوئی گناہ کر بیٹھے یعنی ان حصوں میں سے کوئی حصہ کھالے تو اس کی اولاد کو کیا کیا نقصان اٹھانے پڑیں گے پھر اسی مقام پر یہ بھی لکھا ہے کہ "شودروں کا یہی ایک کام ہے کہ دوسری ذاتوں کی خدمت کریں–

(ایتریہ برہمن۔پنچکا 7۔ کنڈ کا 29 ترجمہ ڈاکٹر ہاگ دوسری جلد 484-485 مطبوعہ بمبئ 1863ء)

10۔ یگیہ پر چڑھے ہوے سوم۔ دہی اور پانی میں راجاؤں اور چھتریوں کا کوئی حصہ نہ ہوا۔ تو یہ خیال ہو سکتا تھا کہ شاید ان کے لیے کوئی حصہ مقرر نہیں کیا گیا جس کو وہ کھا پی سکیں اس شبہ کو بھی "ایتریہ براہمن" نے مٹا دیا اور فیصلہ کر دیا

کہ چھتری کو چاہیے کہ سوم وغیرہ کی جگہ ینگر (درخت) کی جڑوں کو کچل کر عرق نکالے اور ادمیر اشوتھ اور پلکش ان تینوں درختوں کے پھلوں کا عرق بھی نکالے اور اس کو پی لے یہی اس کا حصہ ہے

(ایتریہ برہمن پنچکا۔7 کنڈکا۔۔ترجمہ ڈاکٹر ہاگ دوسری جلد صفحہ 484 مطبوعہ بمبئی 1863ء)

شت پتھ براہمن کے چند حوالے

11. چاروں ذاتیں سوم کو پسند کرتی ہیں جیسا کہ شت پتھ براہمن (5-5-4-9) میں لکھا ہے۔

"ذاتیں چار ہیں برہمن۔راجینہ (چھتری) ویشیہ اور شودر۔ان میں سے کوئی بھی سوم کو ناپسند نہیں کرتا اگر ناپسند کرے تو اسکو پراشچت (کفارہ) کرنا چاہیے

(Brahmans of the vedas ویدوں کے براہمن مولفہ ڈاکٹر سیکلڈ ونلڈ۔صفحہ 82۔مطبوعہ مدراس 1896ء)

12. شت پتھ براہمن (11-4-104) میں لکھا ہے "دیوتا صرف اونچی ذاتوں (یعنی براہمن۔چھتری، ویشیہ) سے گفتگو کرتے ہیں ویدوں کے براہمن صفحہ 104) اس سے معلوم ہوا کہ شودر بہت ذلیل اور کمینے سمجھے جاتے ہیں اور اسی لیے دیوتا ان سے بات کرنا بھی گوارا نہیں کرتے۔

13. شت پتھ براہمن (5-5-3-2) میں لکھا ہے:-

"جو لوگ یگیہ کے حقدار نہیں ہیں خواہ وہ شودر ہوں یا دوسری ذات کے لوگ جب راجہ ان کو یگیہ میں شامل کرتا ہے تو وہ تاریکی (گمراہی) میں پھنس جاتا ہے یا تاریکی اس کے اندر داخل ہوجاتی ہے (ویدوں کے براہمن صفحہ 123) شودروں کا ناپاک ہونا تو اسی بات سے ظاہر ہے کہ وہ کسی بھی حالت میں یگیہ میں شامل نہیں ہوسکتے۔مگر اس بیان سے معلوم ہوا کہ کبھی کبھی دوسری ذاتوں کو بھی کسی خاص گناہ یا قصور کی وجہ سے اس پاک رسم سے خارج کر دیتے تھے

14) شت پتھ براہمن (2-1-4-11) میں لکھا ہے کہ

پرجاپتی نے لفظ "بھوہ" کہہ کر اس زمین کو پیدا کیا "بھووہ" کہہ کر ہوا کو پیدا کیا "سوہ" کہہ کر آسمان کو پیدا کیا بھوہ" کہہ کر پرجاپتی نے برہمن کو پیدا کیا "بھووہ" کہہ کر کشتری کو پیدا کیا "سوہ" کہہ کر وش (یعنی ویشیہ) کو پیدا کیا "بھووہ" اس نے اولاد کو پیدا کیا (ویدیوں کے براہمن صفحہ 81)

اس بیان میں چند باتیں قابل غور ہیں

1) پر جاپتی کے لفظی معنے ہیں "دنیا کا مالک" یا "مخلوقات کا آقا" پرانے ہندوؤ ں کا خیال کہ پر جاپتی ایک دیوتا ہیں جن کو پر میشور نے سب سے پہلے پیدا کیا تھا اور جن کو برہما جی بھی کہتے ہیں مگر آج کل ہندو یعنی آریہ کہتے ہیں کہ یہ نام پر میشور کا ہے جو دنیا کا مالک ہے یہ ایک اختلاف ہے جس سے یہاں کچھ بحث نہیں (2) بھوہ, بھووہ, سوہ یہ تینوں لفظ گائی یتری منتر میں آے ہیں جو وید کا سب سے زیادہ مقدس منتر سمجھا جاتا ہے

(3) پر جاپتی نے انسان۔ حیوان۔ زمین۔ آسمان وغیرہ دنیا بھر کی چیزیں ان ہی تینوں لفظوں کے ذریعہ سے پیدا کیں جس سے ان لفظوں کی برکت ظاہر ہوتی ہے۔

(4) بھوہ کہہ کر برہمن کو۔ بھووہ کہہ کر چھتری کو اور سووہ کہہ کر ویشیہ کا پیدا کرنا بیان کیا گیا ہے -شودر کی پیدائی ش کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ ہندو شاستروں میں شودر کو ویدوں کے پڑھنے سننے کی بالکل ممانعت ہے یہاں تک کہ "پر جاپتی" نے بھی شودر کی پیدائش کے وقت ان مقدس لفظوں میں سے کوئی لفظ نہیں فرمایا شاید اسی لیے کہ اس کے کان میں وید کا کوئی لفظ نہ پہنچ سکے۔

16۔ پانچویں لکچر میں ویدوں کے حوالوں سے یہ بتایا گیا تھا کہ برہمن اور چھتری اور ویشہ پر میشور کے منہ بازوؤں اور رانوں سے پیدا ہوے ہیں اور یجر وید کی تفسیر (یعنی شت پتھ براہمن) کا قول یہ ہے کہ یہ ذاتین "بھوہ" اور "بھووہ" اور "سوہ" کے کہنے سے پیدا ہوئیں ان دونوں باتوں کے ملانے سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ جس وقت "پر جاپتی" تینوں ذاتوں کو اپنے جسم کے مختلف حصوں سے بناتے جاتے تھے تو ساتھ ہی ساتھ یہ لفظ بھی زبان سے فرماتے جاتے تھے اور ان ہی لفظوں کی برکت سے انہوں نے دنیا کی ہر ایک چیز کو بنایا ہے یہ ویدکی تعلیم ہے مگر قرآن مجید نے پیدائش عالم کے نکتہ کو ان دو لفظوں میں حل کر دیا ہے "کن" (ہوجا) "فیکون" یعنی جب خدا کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو فرما دیتا ہے "کن" (ہوجا) "فیکون" (پھر وہ ہوجاتا ہے) اس کا مطلب یہ ہے کہ، قادر مطلق خدا کا ارادہ ہی ہر چیز کے پیدا کرنے کے لیے کافی ہے۔ اور ایک کمزور انسان کمھار یا نجار یا لوہار وغیرہ کی طرح مٹی۔ پانی۔ لوہے۔ لکڑی وغیرہ کا محتاج نہیں ہے کہ یہ چیزیں یا ان کا مادہ پہلے سے موجود ہو تو کام بنے۔ نہیں تو ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں۔ اگر خدا بھی مادہ،

اسباب، سامان وغیرہ کا محتاج ہو اور بغیر ان چیزوں کے اس کا کام نہ چل سکے تو وہ کا ہے کا خدا ہوا اور خدا اور انسان میں کیا فرق ہوا؟ اسی نکتہ کو قرآن مجید نے ان دو لفظوں میں حل کیا ہے "کن فیکون" یہ ایک تمثیل ہے جس نے اس بات کو بخوبی سمجھا دیا کہ قادر مطلق کو کسی کام کے کرنے میں کوئی مشکل نہیں۔ وہ جس کام کو جس وقت کرنا چاہتا ہے اسی وقت وہ کام ہو جاتا ہے اور کوئی اس کے ارادے کو روک نہیں سکتا اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ خدا اپنی زبان سے لفظ کن فرماتا ہے کیونکہ وہ جسم اور اعضاء وغیرہ سے پاک ہے۔ یہ تفسیر حضرت علی مرتضٰی نے بیان فرمائی ہے جن سے بڑھ کر قرآن کا عالم کوئی نہیں ہے (حاشیہ:- یہ بحث میری کتاب تسخیر حصار میں مفصل ملے گی) مگر مجھے اس بات کا اس وقت تک پتہ نہیں لگا کہ الفاظ بھوَہ وغیرہ کی تفسیر ویدک رشیوں نے کیا بیان کی ہے؟ اور ان لفظوں سے دنیا کے پیدا کیے جانے کا کیا مطلب ہے؟

خلاصہ

اس لیکچر کا خلاصہ یہ ہے

(1) یگیہ پر چڑھا ہوا کھانا صرف برہمن کھا سکتا ہے اور چھتری برہمنوں کی سی صورت بنا لے تو وہ بھی کھا سکتا ہے مگر ویشیہ اور شودر بالکل اس کے حقدار نہیں۔

(2) یگیہ کرنے والا اپنے نام کا حصہ نکال کر اس پروہت یعنی برہمن کو دے جس کو برہما کہتے ہیں اگر اس نے اپنا حصہ خود کھا لیا تو گنہگار ہو گا۔

(3) اندر دیوتا نے پانچ بڑے گناہ کیے تھے اور اسی لیے دوسرے دیوتاؤں نے اس کو سوم رس کے حصّے سے محروم کر دیا تھا۔ مگر بعد میں جبکہ اندر دیوتا سوم کو چرا لایا تو مجبوراً اس کو بھی حصہ ملنے لگا

(4) اندر دیوتا گناہوں کی وجہ سے چھتری بھی سوم رس سے محروم کر دیے گیے کیونکہ اندر ان کا سردار ہے

(5) چھتری اپنے گناہوں کا وبال آج تک بھگت رہے ہیں اور ہمیشہ سوم رس کے پینے سے محروم ہیں

(6) سوم کی بیل آج کل دنیا میں کہیں نہیں ملتی

اس سے معلوم ہوا کہ پرمیشور نے برہمنوں کو بھی جو سوم کے حقدار تھے اس نعمت سے محروم کر دیا ہے۔

(7) یگیہ میں برہمن کا حصہ سوم رس ویشیہ کا حصہ دہی۔اور شودر کا حصہ صرف پانی مقرر کیا گیا ہے

(8) شودر کا یہی ایک کام بتایا گیا ہے کہ برہمن چھتری اور ویشیہ کی خدمت کیا کریں۔

(9) شودر ایسے ذلیل سمجھے گیے کہ دیو تا ان سے بات تک نہیں کرتے اور صرف اونچی ذات والوں سے کلام کرتے ہیں

(10) جو شخص غیر مستحق لوگوں کو یگیہ میں شامل کرتا ہے وہ گمراہی اور تاریکی میں پھنستا ہے۔۔۔۔۔۔

(11) پرجاپتی نے بھوَہ کہہ کر برہمن کو بھووہ کہہ کر چھتری کو اور سوہ کہہ کر ویشیہ کو بنایا مگر ناپاک شودر کی پیدائش کے وقت ان پاک لفظوں میں سے کوئی لفظ نہیں فرمایا۔

(12) قرآن مجید نے پیدائش عالم کے نکتے کو دو لفظوں میں (کن فیکون) میں حل کر کے خداوند قادر مطلق کی شان دکھا دی۔

ساتواں لیکچر تمام شد